

11/219

مشاہیر عالم کا شاندار سلسلہ

نہول حمیرا نمبر ۳

وزیر اعظم سلطنت برطانیہ

جن کا نام ان امن پسندانہ کوششوں کے لئے جو انہوں نے یورپ
کو جنگ سے محفوظ رکھنے کے لئے کیں ہمیشہ یادگوار ہے گا!

مترجمہ

نیرتھ رام فیروز پوری

مترجم نازک کشادہ۔ انہول مہیرا۔ ستم ہوشربا وغیرہ
پبلشرز نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور

قیمت ۱۲/-

بار اول

ملا، الکیٹک یس لاہور میں، ہاتھ اس ایک دلی محمد ریشترھو اکا ایلر لرج بیلنر نے
سرخ کیا

پیش لفظ

اس دُنیا میں بہت کم ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ خاندانی لیاقت اور قابلیت باپ بیٹے کو وراثت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ امیروں کے بیٹے گوارہ دیکھنے میں آتے ہیں تاہم استعداد ذہنی رکھنے والوں کی اولاد اکثر اس دولت سے محروم دیکھی جاتی ہے شافو واداس طرح کے مرنے نظر آئے کہ ایک قابل مُصنف کا بیٹا صاحبِ نصیف یا کسی نامی شخصور کا نام لہو قابل اور مشور شاعر ثابت ہو۔ یہی بات دُنیا کے نامور مُدبروں اور سیاست دانوں کے بارہ میں بھی کہی جاسکتی ہے۔ لیکن جس طرح ہر قاعدہ کے لئے مُستثنیات ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اس سلسلہ قاعدہ کے خلاف بھی نگاہ بگاہِ حیرت انگیز مثالیں دیکھنے میں آ جاتی ہیں مغرب میں فی زمانہ مسٹر ونسٹن چرچل کی مثال قابلِ ذکر ہے جن کے والد مرحوم لارڈ رنڈولف چرچل اپنی فصاحت اور آتشِ بیاہنی کے علاوہ اپنی عدیمِ نظیر قوتِ یادداشت کے لئے خاص شہرہ رکھتے تھے۔ اپنے قابلِ باپ کی یہ ساری خوبیاں مسٹر ونسٹن چرچل میں بھی موجود ہیں۔ اسی طرح کچھ نام اور بھی گنوائے جاسکتے ہیں۔ لیکن ہمیں فی الحال جس نامور ہستی کا ذکر کرنا منظور ہے وہ مسٹر نیول جمیئر لین وزیرِ اعظم برطانیہ کی ہے۔ جن کے والد مسٹر جوزف جمیئر لین اور برادرِ اکبر مسٹر آسٹن جمیئر لین اپنے اپنے وقت میں مشہور سیاست دان اور مدبر ہو گئے ہیں۔ مسٹر نیول جمیئر لین نے

برطانہ کا قلمدان وزارت ہاتھ میں لینے کے بعد اپنی خاندانی روایات کو جس خمی
و خوش اسلوبی کے ساتھ تازہ کیا ہے اس کا حال محتاج بیان نہیں۔ علاوہ بریں
ان حالات میں ایک بات خصوصیت سے قابل ذکر یہ بھی ہے کہ اپنی عمر کے آخری
حصہ تک وہ نہ تو عوام کی نظر میں اور نہ اپنے افریبا کی نگاہ میں اتنی سیاسی
استعداد کے مالک سمجھے جاتے تھے کہ کوئی ان کے متعلق وزیر اعظم اور ایک نایت
کا مایاب وزیر اعظم بننے کی پیش گوئی کر سکتا۔ فی الحقیقت باب کا یہ کہاں تک
خیال تھا کہ اس نے بیٹے کو میدان سیاست میں قدم اٹھانے کے ناقابل پاکر
اُسے اور کاموں کی تعلیم و تربیت دی تھی۔ لیکن قدرت نے جو شاندار جو سر
انسان کی ذات میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہ خود بخود ذلت آنے پر بڑا ہرو
نمایاں ہو جاتا ہے جن حیرت انگیز حالات میں نیول جیمز لین نے وزیر اعظم
برطانیہ کا مرتبہ حاصل کیا اور اس کوشش میں جن عظیم مشکلات کا مقابلہ
ان کو کرنا پڑا۔ ان سب کا حال شرح و بسط کے ساتھ اور ان آئندہ میں پیش
کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ناظرین دیکھیں گے کہ ان کے حالات زندگی
عجیب و سنسنی آمیز ہیں۔ سیر اپنا خیال یہ ہے کہ اگر اس داستان زندگی کے
پڑھنے والوں میں سے کسی ایک کا گرتا ہوا ارادہ بھی اس کتاب کے منافع
سے استوار و مستحکم ہو گیا تو سمجھا جائیگا کہ اس کتاب کی اشاعت بے مدعا ثابت

نہیں ہوئی؟

۱۱۵۔ رام کلی نمبر ۶

الہ آباد

تبصرام

نیول جیمبر لین

باب - ا

خاندانی اثرات

برطانیہ کے نامور مذہب اور سابق وزیر جوزف جیمبر لین کے دورِ بیٹے تھے۔ بڑا جو پہلی شادی سے ہوا اسٹن جیمبر لین اور دوسرا عمر میں اس سے چھ سال چھوٹا۔ اس سوانح حیات کا تہمب نیول جیمبر لین تھا۔ مسٹر جوزف جیمبر لین نے گزشتہ صدی کے آخری ایام میں ایک موقع پر اپنے چھوٹے بیٹے نیول جیمبر لین کی نسبت پیشگوئی کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ کبھی ایک کامیاب سیاست دان نہیں بن

۱۔ یہ کہنا سخت مشکل ہے کہ باپ اس واقعہ سے خوش تھا۔ یا اس نے ایک امر محبوبی سمجھا۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ اس نے اپنے بڑے بیٹے آسٹن کو تعلیم ہی ایسی دلائی تھی جو کسی ماہر معاملات سیاست کی حالت میں ضروری سمجھی جاسکتی ہے۔ اور حجبہ نے عیسائیوں کو کاروباری زندگی کے لئے تیار کیا تھا۔ خود نیپول کی صابر طبیعت کا، اس بات سے جانا جا سکتا ہے کہ وہ اس طریق زندگی سے جو اس کے لئے سوچا گیا ہر طرح مستلیم تھا۔ فی الحقیقت اس کے بہت عرصہ بعد جب وہ اپنے وطن پر منگھم کی شہرہ زندگی میں نمایاں حصہ لے رہا تھا۔ اس نے ایک موقع پر یہ الفاظ کہے تھے کہ یہ معاملات سیاست سے کیا واسطہ؟ اور بڑے بڑے سیاسی مسائل سے تو میرا دور کا تعلق بھی نہیں ہو سکتا۔

لیکن آدمی کی روح کا حال کس نے جانا ہے۔ جس وقت نیپول پیچیدہ ترین نے یہ الفاظ کہے تھے تو خود اس کو یا کسی اور کو کیا بھولے ہے؟ اس کا خیال آسکتا تھا کہ ایک زمانہ آئیگا۔ جب دنیا کے نہایت پیچیدہ بین الاقوامی حالات میں اس کا نام چارنا ناگ عالم میں مشہور ہو جائیگا۔ اس کے باوجود یہ امر واقعہ ہے کہ جب بڑا بھائی آسٹن جزیرہ ہسٹ وچالاک ہو رہا تھا اور صاحبِ دماغ تھا اپنے باپ کا سیاسی جانشین بننا تو نیپول نے ہمیشہ اس کی طرف لغو عین کی نظر سے دیکھا۔ اس نے کبھی حرفِ شکایت زبان سے نہیں نکالا۔

ہمیشہ اپنے بڑے بھائی کی عزت کرتا رہا اور دل ہی دل میں اُس سے رشک بھی کھاتا رہا۔ دونوں بھائیوں کے مزاج میں شروع سے اختلافِ عظیم تھا۔ بڑا یعنی آسٹن ایک فصیح البیال مقرر تھا۔ نیول سٹریٹریل اور خاموشی پسند۔ اُس نے تقریر کرنے کا ملکہ بڑی آہستگی کے ساتھ بند رنج ترقی حاصل کر کے کیا تھا۔

ایک موقع پر اُس نے کہا تھا۔ میں بارہا یہ سوچا جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ آسٹن کو اس خبری سے نفرت کر کے کاٹھنک کہاں سے آیا وہ بہر حال مجھے اس کی کامیابی پر رشک آتا ہے۔ میرے کئی بار اُسے بھیجا ہے کہ ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر کسی ناول کے چند باب پڑھ لیتا ہے۔ ایک پڑھ کاغذ پر چھ یا دس خطیں لکھ لیتا ہے اور اُس اتنے سے ہی دوسرے دن ایک شاندار تقریر کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

جیسا ناظرین دیکھ سکتے ہیں۔ قدرت نے شروع سے ایک لائن اول کا مہیا کر کے دو بیٹوں کے لئے دو جہاز مہیا کر دی ہیں۔ ایک کی قسمت میں لکھا تھا کہ میرا اہل سب میں اپنے باپ کے قدم بقدم چل کر خاندانِ حبیہ لین کا نام سراسر عالم میں نہو کرے۔ بلکہ وہ وہاں آکر کے دکھائے۔ جنہیں اُن کے باپ جوزف حبیہ لین نے کسی وجہ سے نظر انداز کر دیا تھا۔ اور یہ لڑکا ایک نہایت معمولی سی امبیڈھنی کہ وہ زمانہ آئندہ میں بڑا نیو کلاں کا وزیر اعظم بنے گا۔ چھوٹے نیو نیول کے لئے یہ بات طے ہو چکی تھی کہ وہ کلاں کا وزیر

زندگی اختیار کرے۔ اور اس طرح اقتصادیات میں پوری مہارت حاصل کر کے خاندان کی غیر منظم مالی حالت کی حد سستی میں مدد دے۔

اس کے بعد کئی سال گزر گئے جوزف چیمبرلین کا انتقال ہو گیا۔ آسٹن چیمبرلین کو پارلیمنٹ میں بیٹھے پچیس اور حلقہ وزارت میں داخل ہوئے پندرہ سال کا لمبا عرصہ گزر گیا۔ یہ سلاسلہ عر کی بات ہے۔ لارڈ لائٹن جارج نے اپنی جیجی وزارت مرتب کی۔ اور اس خیال سے نئے نئے آدمیوں کو تلاش کر رہا تھا کہ برطانیہ کے روبرو ثابت کر کے دکھائے کہ آئندہ حقیقی کام پوری سرگرمی کے ساتھ کیا جائیگا۔ جنگ میں آخری فتح حاصل کرنے کی نیت سے ملک کی ساری منتشر طاقت یکجا کی جا رہی تھی۔ اس سے پیشتر برنگھم کے ذیل لارڈ بنول چیمبرلین کا نام لارڈ لائٹن جارج کے کانوں تک جی جا پہنچا تھا۔ اُس نے سوچا ایک نشاندار خاندان کی یادگار اس شخص کو اس میدان سے نکال کر جس میں وہ تباہی کا مرکز بنا رہا تھا اس عظیم اصلاحی کام میں جو اسے درپیش تھا شامل کیا جائے۔ جب اُس نے اپنا یہ ارادہ بنول چیمبرلین کے روبرو ظاہر کیا۔ تو اس کو بڑی حیرت ہوئی۔ وہ کسی کام کے لئے لندن آیا ہوا تھا اور واپس برنگھم جانا چاہتا تھا کہ وزیر اعظم کا ایک قاصد ریل کے اسٹیشن پر اسے ملا اور اُسے اپنے ساتھ بلا کر لے گیا۔ اُس دن سے اُس کو محکمہ نیشنل سروس کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کر دیا گیا۔ اس نئے سرکاری صیغہ کا کام یہ تھا کہ ملک کی طاقت بہرہ اور سے بڑی حد تک فائدہ

اٹھایا جائے اور جو لوگ فوجی خدمت کے لائسنس ٹائٹل رکھتے ہیں ان کو دوسرے کاموں سے فارغ کر کے میدان جنگ میں بھیج دیا جائے۔ وہ ایک ایسا زمانہ تھا۔ جب کوئی شخص ایسی ملازمت کے مستقبل اور اس کے باقی امکانات پر بالکل توجہ نہ دیتا تھا۔ صرف اتنی بات کافی سمجھی جاتی تھی کہ برطانیہ جس شخص کو جنگی خدمات سرانجام دینے کے لئے بلائے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اس بلاؤ سے کی تعمیل کرے۔ یہ بات خود لائسنس جارج کی زبانی ہے کہ میں اس وقت تک نیول چیمبر لین کے حالات سے کچھ بھی نہ نفیث نہ رکھنا تھا اور نہ اس سے پہلے کبھی میری اس سے خاص ملاقات ہوئی تھی۔ انتہا یہ ہے کہ اس نے اپنے معمولی طے پر یہ میں کہا تھا کہ مجھے اس شخص کو باکرہ کی خاصی خوشی بھی حاصل نہ ہوئی تھی شاید اس بیان کی وجہ یہ ہو کہ جو بڑی بڑی تجویزیں سوچی گئی تھیں وہ عملی حدت اختیار نہ کر سکیں اور نیول چیمبر لین اس سات ماہ کے عرصہ میں کہ وہ نئے عہدہ پر رہا کوئی خاص کام کر کے نہ دکھاسکا۔ ایک اور قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ لائسنس جارج اور نیول چیمبر لین میں کسی طرح کی گہری وابستگی نہ تھی۔ ایسے دو آدمیوں کے مل کر کام کرنے کا نتیجہ کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔ اور اسی طرح ہوا۔ عرصہ فیل کے بعد چیمبر لین برمنگھم کو واپس چلا گیا۔ اور اگر لائسنس جارج میں صحیح پیش بینی کا مادہ ہوتا تو پھر کبھی وزارت میں حصہ لینے واٹ ہال نہ آتا۔ لائسنس جارج نے نیول چیمبر لین کے متعلق اپنی رائے ان غلطوں میں ظاہر کی تھی کہ گو یہ شخص میونسپلٹی

کے انتظامی معاملات کو خاطر خواہ چلا سکتا ہے اور مخصوص واقفیت بھی رکھتا ہے۔ تاہم نہ اُس کے اندر کسی کام کی ابتدا کرنے کا مادہ پایا جاتا ہے نہ اس میں زور ہے نہ تنجیل، لیکن کئی اور باتوں کی طرح اس معاملہ میں بھی واقعات نے ثابت کر کے دکھایا کہ لائٹڈ جارج میں صحیح پیش بینی کا مادہ نہ تھا۔

نیرل جیمبر لین نے جو سات ماہ کا عرصہ لندن میں گزارا تھا۔ اُس نے اس کی ذات پر گہرا اثر ڈالا۔ اب وہ اس طرز کا آدمی نہ رہا تھا۔ جس نے چند سال پیشتر یہ بات کہی تھی کہ ”میرا ارادہ نہ اب اور نہ آئندہ کسی موقع پر پارلیمنٹ میں داخل ہونے کا ہے۔ میں تو ایک سادہ کار و بازاری آدمی بنتا چاہتا ہوں اور بس“، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شکر بکٹ اس کی بوجی کی تھی۔ جس نے اس کو ۱۵ سال کی عمر میں اپنے باپ اور بھائی کی تقلید پر آمادہ کیا۔ لیکن ”بسا ہویا نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ واسٹ ہل میں رد کر جو شجرہ اس نے حاصل کیا تھا۔ وہی سب سے بڑھ کر اُسے اس بات کا یقین دلانے والا تھا۔ کہ اس کا مستقبل ورٹ منسٹر سے وابستہ ہے مگر اس بحث سے قطع نظر یہ امر واقع ہے کہ ہنگام واپس جانے کے دو سال بعد اُس نے سن ۱۹۱۷ء کے انتخاب پارلیمنٹ میں حصہ لیا۔ اور اُس موقع پر اپنے علامہ لیڈی ووڈ کی طرف ...، ووٹوں کی کثرت سے ممبر منتخب ہو گیا۔

اس کے بعد پھر کم و بیش بیس سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور اس دوران

میں سلطنت برطانویہ کو بعض نہایت مشکل حالات سے گزرنا پڑا۔ شاہ ایڈورڈ ہشتم کا عہد حکومت کس طرح ڈرامائیک حالات میں ختم ہوا۔ اس کا حال ناظرین سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایک اس طرح کا نازک زمانہ تھا۔ اور اس کے سلسلہ میں بادشاہ کے سخت سے بہت بڑا ہونے کا واقعہ اس قسم کی غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا کہ انگلستان کے آئین اور معاشرتی زندگی کو سنگکلاخ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ قدرت کو یہ بات منظور تھی۔ کہ بادشاہ سلامت اور وزیر اعظم بالڈون کے درمیان ایک خوشگوار کشاکشی کا آغاز ہو جائے اور اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ اس کشمکش میں آخری فتح محافظ آئین کی حیثیت میں بالڈون کے لئے زیادہ عرصہ تک تھمد وزارت پر مامور رہتا نامکن ہو گیا۔ غلام خیال یہ ہے کہ اگر یہ نازک حالات پیش نہ آتے۔ تو بھی بالڈون کا ارادہ تھا کہ قلمدان وزارت اور اس کے متعلقہ ذمہ داریاں کسی نوجوان جانشین کے سپرد کر کے علیحدہ ہو جانا۔ اس کا جسم کمزور ہو چکا تھا۔ کانوں میں شدید تکلیف تھی۔ پس وہ ایک لمبے عرصہ تک ایسا تعظیم سے کام لے کر خدمت بجالانے کے بعد اب امن و سکون کا بتلاشی تھا۔ جب شاہ ایڈورڈ کی سخت سے دست برداری کا تاثر کمزور معاہدہ پیش آیا۔ تو اس نے اپنے عہدہ کی ذمہ داریاں ترک کرنے اچھا موقعہ سمجھا۔ چنانچہ ادھر نئے بادشاہ جارج ششم کی تاج پوشی عمل میں آئی۔ اور ادھر بالڈون نہ صرف اپنے عہدہ سے الگ ہو گیا۔ بلکہ اس نے میدان سیاست کی سرگرمیوں کو بھی خیر خواہ

کہا۔ اس کا جانشین وہ آدمی تھا۔ جسے اُس نے تربیت دے کر اس عہدہ کے لئے تیار کیا تھا یعنی نیول چیمبرلین۔ جس کے حالاتِ زندگی ہم قلمبند کرنے لگے ہیں :

غرض ان حالات میں تیسرے چیمبرلین نے وہ عروج حاصل کیا۔ جو اس نام کے دوسالِفہ مدبر (جوزف چیمبرلین اور اسٹن چیمبرلین) حاصل نہ کر سکے تھے۔ یعنی وہ حکومتِ برطانیہ کے سب سے اعلیٰ عہدہ پر متمکن ہو گیا۔ سیاسی حلقوں میں ہر شخص نے وزیرِ اعظم کی حیرت انگیز قابلیتوں اور غیر معمولی خوبیوں سے واقف تھا۔ سچ پوچھئے تو یہ اس کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اس کے وزیر خزانہ ہونے کے عرصہ میں برطانیہ اپنی مالی اور اقتصادی مشکلات پر غالب آنے کے قابل ہوا۔ مشترکہ قومی وزارت کی تعمیر میں اُس کی موجودگی ایک زبردست بنیادی ستون کا درجہ رکھتی تھی۔ اس طرح وزارت کے کئی اور عہدوں پر مامور دکر اُس نے شاندار خدمات سرانجام دی تھیں۔ لیکن ساری باتوں کے باوجود جب نیول چیمبرلین وزیرِ اعظم بنا۔ تو اُس کا عوام پر کوئی خاص اثر پیدا نہ ہوا۔ لوگوں نے اس تبدیلی وزارت کو ایک معمولی اور رسمی کارروائی سمجھا۔ جس کا تعلق کنسر و بیو ہارٹی کے اندرونی انتظامات سے تھا۔ خیال کیا جاتا تھا کہ دنیا وزیرِ اعظم نہ بہت اچھا اور نہ بُرا وجہ یہ کہ اس وقت ملک کو کل عوام سے کوئی خاص قریبی واسطہ ہی نہ پڑا تھا اور ساتھ ہی وہ اپنی گہری مہانت اور سنجیدگی کی وجہ سے قابلِ مصلحت نظر نہ آتا تھا۔ کہ عوام میں کوئی خاص ہر دوسرے پر ہی حاصل کر سکے۔ انتہائی نہیں بلکہ

کہیں کہیں لوگ اس طرح کے کلماتِ تضحیک بھی کہتے سنے گئے کہ۔
 ”برطانیہ نے ایک نہایت بڑا ڈھونڈا ہے۔ جس میں نہ تخیل کی وسعت
 ہے اور نہ خیالات کی بلندی۔ وہ حکومت کے جہاز کی کیا اخلاقی کریمکا
 خیر یہ زمانہ بھی گزر گیا۔ امن کے دن بڑے بھلے جیسے تھے کٹ
 گئے نیول چیمبر لین ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کو وزیر اعظم بنا تھا۔ اس کے بعد
 مشکل سے ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرا سکا۔ کہ ایک روز بے شمار خلقت
 ہیٹن کے ہوائی میدان میں جمع دیکھی گئی۔ یہ وہ موقع تھا کہ نیول چیمبر لین
 نیسری مرتبہ جرمنی کا پھیرا کر کے آیا تھا۔ لندن میں ہر طرف خوشیوں کی مہم
 تھی۔ چند روز پہلے جس ہیٹ ناک عالمگیر جنگ کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔
 وہ ٹل گئی۔ کس کی کوششوں سے ؟ ۔ نیول چیمبر لین کی۔ ”وہنا تہ دل
 سے اس کی شکر گزار تھی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کسی فاتح جرمنی کا بھی اس
 دھوم دھام سے خیر مقدم نہ کیا گیا ہوگا۔ جس سے نیول چیمبر لین کا ہوا۔
 ہزاروں آدمی قصرِ بنگلہ کے سامنے کھڑے تالیاں بجانے اور شجائے
 وقت۔ محافظ امن چیمبر لین کو دیکھنے کے لئے بیقرار تھے۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ
 قصرِ شاہی کی بالکونی پر اور ملک کے پہلو پہلو ایک عام آدمی اور اسکی بیوی نہ دار ہوئیں تو خلقت
 بادشاہ کا بھی دل سے احترام کرتی تھی۔ تاہم یہ تمام جوش و خروش چیمبر لین کے لئے تھا۔ بعد ازاں
 ایسے ہی پُر جوش مظاہرے ڈاوننگ سٹرٹ میں جہاں وزیر اعظم کے
 رہنے کا سرکاری مکان ہے دیکھے گئے۔ لوگوں کے دل کو اس وقت تک
 صبر و شہادت نہ آیا۔ حتیٰ کہ چیمبر لین نے بذاتِ خود کھڑکی میں کھڑے ہو کر

ایک چھوٹی سی نفرت ریر کی۔ مگر وہ ایک ایسی نفرت پر پختی جس نے عالمگیر شہرت حاصل کر لی کیونکہ اس پر آشوب زمانہ میں ہر ایک لفظ جوہ زیرِ علم کے منہ سے نکلتا تھا۔ لوگوں کے دلوں پر نقش ہوتا چلا جاتا تھا۔ حالات نامت کر رہے تھے کہ وہ نہ صرف اپنے ملک بلکہ سارے عالم میں ہر وقت زیرِ نظر حاصل کرتا جا رہا ہے۔ باقی ملکوں کا حال تو رہنے دیکھئے۔ خاص جرمن میں لوگ اس کی امن پسندانہ کوششوں کی وجہ سے اس کے بدرجہ غایت دلچسپ بن چکے تھے۔ فرانس کے صد ہا شہروں میں سڑکوں اور بازاروں کے نام اس کے نام پر رکھے گئے۔ پرتگال اس کے اعوانہ میں ایک شاندار یادگاری ستون قائم کرنا چاہتا تھا، ہنگری نے تجویز کیا کہ نوبل انعام پانے والوں میں اس کا نام شامل کیا جائے۔ سوئٹزرلینڈ میں اس کی یادگار قائم کرنے کے لئے چندے فراہم ہونے لگے۔ سکندریہ یونان نے اپنی بہن تروین ندی جس میں عمدہ سے عمدہ مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ شکار کھیلنے کے لئے اس کو پیش کوئی اسی طرح نوآبادیوں سے تعریف کے پیغام آنے لگے۔ غرض ستمبر ۱۹۱۴ء میں وہی نیول جیمبر لین جس کے متعلق اس نے باپ سے کہا تھا کہ وہ امورِ باہمت میں حصہ لینے کے لئے پیدا نہیں ہوا، تاریخِ عالم میں مشہور و معروف ہو چکا تھا۔ جو کچھ اُس نے اپنے عمدہ وزارت میں کیا وہ اچھا ہے یا بُرا۔ اس کا فیصلہ تو خبر آئندہ نسلیں ہی کر سکیں گی۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اس کی عظمتِ انسانی نے ساری دنیا کو فتح کر لیا ہے۔

اپنی عمر کے ۶۵ سال تک نیول چیپبر لین کی زندگی میں کوئی خاص قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ اس نے جو حیرت انگیز شہرت اور بزرگی حاصل کی۔ وہ ان غیر متونی حالات کا نتیجہ تھی۔ جنہوں نے امن اور جنگ کے مسئلہ عالمگیر کا فیصلہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ جس وقت ہم اس شخص کی زندگی کی دو انتہاؤں کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔ یعنی اس زمانے کے حالات کا جب وہ منہمک ہیں ایک معمولی محاسب تھا۔ اس زمانہ سے جب اس نے ۱۹۳۸ء کو موسم خزاں میں لندن میں خلعت کی دواختسین چھل کی۔ نیز جب ہم اس سوال پر غور کرتے ہیں۔ کہ کس طرح وہ آدمی جو سالہا سال تک اپنے باپ اور بڑے بھائی کے سایہ میں پس انت وہ رہا تھا۔ ناگہاں عروج کی انتہائی چوٹی پر پہنچ گیا۔ یہ ماننا پڑتا ہے کہ نیول چیپبر لین کی زندگی کا یہ زمانہ کسی ناول یا افسانہ کے ہیرو کے حالات زندگی سے کم رومان انگیز نہیں ہے :

باب ۲

لائق باپ کا لائق تر بیٹا

جب نینول جیمز لین برطانیہ کا وزیر اعظم بنا۔ تو اس کے قبضہ تر مکتہ
 چینوں میں سے ایک یعنی ہیرلڈ لاسکی نے جو مشہور روزانہ ”ڈیلی ہیرلڈ“ کا
 ناشر ہے اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا تھا کہ حقیقی معنوں میں جیمز لین
 انگلستان کے جہتہ متوسط کے ایک معمولی قاتل تمام کی حیثیت میں آ رہا ہے
 سٹریٹ والے مکان میں قدم رکھنے لگا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ ڈاؤننگ
 سٹریٹ کے محلہ میں نمبر (۹) کا مکان سرکاری طور پر برطانیہ کے وزیرائے
 اعظم کی مسکونت کے لئے مخصوص سمجھا جاتا ہے اور یہ بات ہر شخص کو تسلیم ہے کہ نسلوں تک
 جیمز لین کے خاندان کا تعلق اسی طبقہ متوسط سے رہا ہے جسے موجودہ وزیر اعظم کے والد ماجد جوزف
 جیمز لین کی نبرہست شخصیت عوام کے روبرو الی بڑی کم ماضی قصبہ جہاں اسکے وہ رہنے والے تھے اس
 خاندان کی جائے سکونت کے طور پر مشہور رہا ہے لیکن واقعہ میں اس خاندان کے

کے لوگ لندن ہی کے رہنے والے ہیں۔ سنمنا ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے یعنی جیمز لین کا خاندان خالص انگریزی ہے۔ اور اس کے افراد کی رگوں میں ایک قطرہ بھی غیر ملکی خونا نہیں پایا جاتا۔ حالات سے پتہ چلتا ہے کہ اٹھارہویں صدی میں اس خاندان کے آدمی لندن کے سٹی کوارٹر میں مینوسپی کے معاملات میں زیادہ حصہ لینے لگے تھے۔ بہر حال عام خیال یہ ہے کہ اس خاندان کا پہلا نام تھا جو ریٹ میں کر سے اٹھ کر لندن میں آباد ہوا۔ شاہ جارج اول کے زمانہ میں اس جگہ پہنچا تھا۔ اور اس خاندان کی فدا امت پسندی کا ایک اندازے امثال یہ ہے کہ یہ آدمی نہ ہی تجارت کرتا تھا جو اس خاندان کے لوگ اس سے پہلے ڈیڑھ صدی کے لیے عرصہ میں کرتے رہے تھے۔ اور یہ تجارت کیا تھی؟ کفش دوزی کی محنت اور مشقت یہی تھی ایک ایمان دارانہ تجارت جس میں اس خاندان کے افراد نے ہمیشہ نمایاں کامیابی اختیار کی۔

نیول جیمز لین کا باپ جوزف جیمز لین جو ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوا۔ اپنے باپ کا تیسرا بیٹا تھا۔ چونکہ یہ خاندان ہمیشہ معتز اور امیرانہ حال رہا ہے۔ اس لیے بچوں کو اچھی تعلیم دلانے میں کبھی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ جوزف نے چھوٹی عمر میں ہی پہنچ جہت، بگڑتا بیت کے نمایاں ثبوت دیئے شروع کر دیئے تھے۔ مدرسہ کی ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جوزف کا باپ یقینی طور پر اس کو یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجنا۔ اگر اس زمانہ میں آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں کی

طرف سے مذہبی اختلاف رائے رکھنے والوں پر بعض پابندیاں عاید نہ
 ہوئیں نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ۱۸ سال کی عمر میں جوزف جیمبر لین کو اپنے والد کی
 تجارت میں شریک ہونا پڑا۔ اور ممکن ہے اس کی عمر یہیں گزر جاتی لیکن
 خاندان کی مالی حالت بہتر ہو جانے سے اس کے لئے قسمت آزمائی کا
 نیا یہاں کھل گیا۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں میں سے جن اصحاب کی سامان
 آہن گرنی سے واقف ہوئے گا موندہ ملا ہے وہ خوب جانتے ہو گئے کہ
 فی زمانہ نیٹیل فولڈ کے پیچ لگتے مشہور ہیں۔ درحقیقت یہ بیچ امریکہ میں ایجاد
 ہوئے تھے۔ اور ان کا نیٹ جوف جیمبر لین کے مامول یعنی بڑے
 جوزف جیمبر لین کے ختم پورہ جانشین نیل فولڈ نے خرید لیا تھا۔ اس کا
 ارادہ کیا کہ وہ خاتم کر کے ان بیچوں کو وسیع پیمانہ پر تیار کرنے کا تھا
 اس کے لئے مزید سرمایہ کی ضرورت تھی۔ نیٹیل فولڈ نے اپنے بہنوئی جیمبر
 جیمبر لین سے شریک کی درخواست کی اور وہ آمادہ ہو گیا۔ فیصلہ یہ تھا
 کہ کہ خانہ برمنگھم میں کھولا جائے۔ جس وقت شرکت کی شرطیں
 ہوئیں۔ تو بڑے جیمبر لین نے ایک ہوشیار کاروباری آدمی کی سمیت
 میں نہ کام پہنچ کر دیا رکھنے کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ سیراٹیا جوزف
 جیمبر لین سامان میں شامل ہو کر نظر کر لی گئی اور کام بھی خوب چل
 نکلا۔ کارخانہ نہ صرف ایک نئی چیز وسیع پیمانہ پر تیار ہونے لگی بلکہ
 اس میں اشتہار بازی اور فرخت سامان کے بھی نئے نئے طریقے اختیار
 کئے گئے۔ دن اچھے تھے۔ دنیا میں آسودگی کا دور تھا۔ سچی کو ہاتھ ڈالا

نوسون ماہ گئی چیمبر لین کا خاندان دونوں میں نہال ہو گیا۔ فی الحقیقت
 اتنی حیرت انگیز کامیابی اس کارخانہ کو حاصل ہوئی کہ ۸ سو سال کی عمر میں
 جوزف چیمبر لین اس قدر ادیبہ بنا کر جو اس کی رائے میں ہر طرح کا فی
 اور شافی محف کا روباہ سے علیحدہ ہو گیا اور بیمار خانہ میں اپنی پتی ایسے
 دھول پریند وخت کر دی کہ کارخانہ کی مالی حالت مستقل طور پر محفوظ ہو
 گئی۔ عام اندازہ کے مطابق وہ جب بیس سال کے بعد کاروباہ سے علیحدہ
 ہوا تو آپ لاکھ بیس ہزار پونڈ بطور منافع حاصل کر چکا تھا۔

لیکن فلک کج رشتہ کی ٹیڑھی چالیں مشہور ہیں۔ اُسے کسی آدمی
 کا غیش و آرام نہیں بھانا۔ جوزف چیمبر لین نے جہاں کاروباری زندگی
 میں اتنی حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ وہاں خانگی زندگی میں کئی طرح
 کی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اُس کی پہلی بیوی ہیریٹ ہو ایک
 مالدار آہن فروشی کی بیٹی تھی۔ اپنے دوسرے بچہ آسٹن کی ولایت سے
 اس جہاں غانی سے کوچ کر گئی۔ جوزف چیمبر لین کی عمر اس زمانہ میں صرف
 ۲۸ سال کی تھی۔ اس مصیبت نے اس کو دل شکستہ کر دیا۔ معلوم ہوتا تھا
 کہ زندگی میں اس کی رخصتوں کا ہیبتہ کے لئے خانہ ہو چکا ہے۔ وہ
 بارتھائی اٹھا نے کے نانائلی تھا۔ بچوں کی پرورش اس کے لئے ناممکن
 تھی۔ اُن کے لئے مال کا سایہ نہ کیا کرنا ضروری تھا۔ لیکن دوسری
 جانب اس کو دوسری شادی سے طبعی نفرت تھی۔ اپنی دونوں اہوں کی
 ملاقات اپنی مرحوم بیوی کی ایک چچا زاد بہن فلارنس سے ہو گئی۔ دونوں

کے مزاج میں کچھ ایسی مصلحت پائی گئی۔ کہ وہ جو پیشتر دوسری شادی سے گھبرا تا تھا۔ اس تجربہ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ جوزف چیمبرلین کی دوسری شادی اُس کی پہلی شادی کے برابر راحت بخش ثابت ہوئی۔ دونے پہلی بیوی سے تھے۔ چاراب پیدا ہوئے اس کے بعد دوسری بیوی بھی پانچویں بچہ کے تولد کے موقع پر مر گئی اور بچہ بھی اس کے ساتھ ہی چل بسا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب آسٹن چیمبرلین کی عمر تیرہ اور نیول چیمبرلین کی صرف چھ سال تھی۔

اس سانحہ کی بدولت چیمبرلین والوں کی زندگی پھر تلخ ہو گئی۔ سب سے زیادہ تکلیف کا سامنا نیول کو کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ سچا چھوٹی عمر میں ہی ماں کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گیا تھا۔ نیول کی ماں سنجیدہ مزاج کی متین عورت تھی اور نیول نے اپنے مزاج کی ساری خصوصیتیں اس نے ورثہ میں پائی تھیں۔ بچپن میں ماں کے گزر جانے سے یہ اور بھی نمایاں صورت اختیار کر گئیں۔ لیکن ان تلخیوں کے باوجود جو چھوٹی عمر میں ہی اس کے حصہ میں آئی تھیں۔ نیول نے تعلیم میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ وہ اچھا طالب علم اور اس سے بھی اچھا کھلاڑی تھا مگر اپنے ہم جماعتوں سے اس کا میل جول بہت ہی کم تھا اور وہ اُسے محترم نہ تھا۔ خاموشی پسند اور کتاب کا لیٹر وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے تھے۔

یہ بات چھوٹی عمر میں ہی ظاہر ہونی شروع ہو گئی تھی۔ کہ اگرچہ دونوں بھائیوں میں سے چھوٹے کے اندر ادب و احترام حاصل کرنے

کاملاً پایا جاتا ہے۔ تاہم اس میں وہ خصوصیتیں موجود نہیں۔ جن کی بدلت کوئی شخص ہر دس دس بڑی اجال کر سکے۔ جیسا پیشتر لکھا جا چکا ہے۔ وہ عوام کے سامنے بہت خاموشی اپناتا تھا۔ البتہ قدرتی مناظر میں اس کی طبیعت خوب کھلتی تھی۔ اس کو چھپو لول۔ پرندوں۔ تتلیوں اور دوسری تمام جانداروں سے حسرتی انسانی کے ساتھ ساتھ اس دنیا میں پائی جاتی ہیں گہری محبت تھی اور وہ محبت آج تک اس کے مزاج میں اتنی مستحکم ہے کہ وہ دیرینہ غم کی حیثیت میں اس کی زندگی بے ختم ہونے والی ہے۔ مصروفیتوں میں گذرتی ہے اور پیشمارب باسی مسایل اپنی پیچیدگیوں کے ذریعہ سے اس کو پریشان کئے رکھتے ہیں۔ تاہم پرندوں اور چڑیوں کا اب بھی اتنا ہی شوق اس کو ہے۔ جتنا کسی زمانہ میں تھا۔

جب نیول چیمبر لین تعلیم ختم کر کے رگبی سے نکلا۔ تو اس کے والد نے میدان سیاست میں کافی شہرہ حاصل کر لیا تھا۔ اور یہ شہرہ اس کے دم آخر تک قائم رہا۔ ہر چند ہم اس کتاب میں صرف نیول چیمبر لین کے حالات زندگی لکھنا چاہتے ہیں۔ تو بھی اس کے باپ کے حالات زندگی کو نظر انداز نہیں کر سکتے کیونکہ وہ حالات تاریخ برطانیہ کا ایک حصہ جو خاص بن چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نیول چیمبر لین کی شخصیت ادا اس کی داستان ترقی بیان کرتے ہوئے ہم چند مختصر الفاظ میں اس کے باپ جوزف چیمبر لین کے حالات لکھنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ انہی سے معلوم ہوگا کہ دونوں بیٹوں نے باپ کی قائم کردہ روایات کو کس طرح

تازہ رکھا۔

اگر جوزف جیمبر لین کے عام حالات زندگی کو دیکھا جائے تو وہ اسٹن کے حالات کے مقابلہ میں نڈل کے حالات سے زیادہ ملتے جلتے ہیں۔ اس کو بھی میدانِ سیاست میں قائم جانے سے پیشتر کسی طرح کی دستور و پول کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ لیکن بڑے بیٹے اسٹن کے لئے رشتہ بالکل صاف تھا جب وہ تعلیم مکمل کر کے یونیورسٹی سے نکلا۔ تو باپ نے پہلے سے اس کے لئے ایک انتخابی حلقہ تیار کر کے رکھا ہوا تھا۔ باپ بیٹے ہی مشہور اور ذہنی اقتدار بن چکا تھا۔ اس کی مدد سے پہلو بہ پہلو بیٹے کے لئے قدم آگے بڑھانا ذرا بھی مشکل ثابت نہ ہوا۔ لیکن جوزف جیمبر لین کو اپنی کوششوں میں اس قسم کا سہارا بالکل حاصل نہ ہوا تھا۔ اس کے برعکس جب ملک کی دو فوجی مشہور سیاسی پارٹیوں کے لیڈر ایک ہی ہندو سماجک طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کو سوشل طور پر خالی از لکیریت سمجھا جاتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ کافی متحرک اور مالدار تھا۔ اور اپنے وطن برمنگھم میں لوگ اس کی عزت بھی بہت کرتے تھے۔ اسے اس بات کا فخر تھا کہ محض اپنی کوششوں سے انٹرانیشنل جارجیاں لیا۔ تاہم جتنے والے جتنے تھے۔ کہ آخر ایک نفسِ دوزخ کا بیٹا ہے۔ اس کے باوجود وہ تنہا آیا۔ جب اپنے جدید ترین نژاد کے فراخ کوٹ میں پھول لگائے ہوئے ایک آنکھ پریشہ شہر چڑھائے جوزف جیمبر لین ملک و کمونریہ کی پارلیمنٹ کے نمایاں مشہور امیر زادہ ممبروں کے ہم پلہ شمار کیا جانے لگا۔ اس کی خوش اندام چھبریں صورت

نہایت تنگ اور طاقت کا پہلو کھنے والے خط و خال اکثر حالتوں میں نہایت فذیم انصیب امیر زادوں کے دلوں میں بھی حسد کی خسر کیا کرتے تھے۔ اس کے باوجود جوزف چیمبرلین نے کبھی ہنفر خانات کے حلقہ میں قدم رکھ کر اپنی بلند رسی کے متعلق لاف زنی کی کوشش نہیں کی۔ اپنی حسد لادنی حقیقت سے وہ بھی اتنا ہی واقف تھا۔ جتنا موجودہ وزیر اعظم جس نے کنفلش دوزوں کی ایک جماعت کے روبرو نظر پکرتے ہوئے کہا تھا:۔

’میں یہ نہیں کہتا کہ خاص تیسرا خون سری رگوں میں موجود ہے۔ یا میرے اسلاف یا اور وہ تھے۔ اس کے باوجود مجھ کو یہاں دار و گول کی اولاد ہونے کا اتنا ہی فخر ہے جتنا اس صورت میں ہوتا۔ کہ میرے اسلاف چنگیہ زو بکنر سے بلوس اور بھاری کھانڈول سے مسلح ہوتے۔‘

جس طرح جوزف چیمبرلین ہنگھم کی پرنسپل زندگی سے نکل کر میدان سیاست میں داخل ہوا تھا اسی طرح ۴۰ سال بعد نیٹو (نواں چیمبرلین) نے کہا۔ شروع شروع میں جوزف چیمبرلین کو صرف خاص مسائل سے دلچسپی تھی۔ مثلاً تعلیم عام حفظِ صحت وغیرہ۔ بعد ازاں جب دو لیتنڈ ہو جانے پر اس کو پاک معاملات میں زیادہ حصہ لینے کا موقع ملا۔ تو اس نے اپنے شہر کے مسائل سے گہری دلچسپی لینے شروع کی۔ ان ایام میں اس کا عام رویہ بالکل ویسا ہی تھا۔ جیسا زانکی موجودہ اصطلاح میں ایمن بازو کا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی کوشش سے جننی اصلاحات میونسپلٹی میں ہوئیں۔ ان سب میں اس نے غریبوں اور خاص کر مرزدوروں

کی بہتری کا خیال رکھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہر قسم کے سیاسی رجحانات
 کے باوجود خانہ ان جمیئر لین میں سوشل اصلاح کا خیال ہمیشہ زبردست
 رہا ہے۔ اور انہی کی بنا پر جوزف جمیئر لین نے اپنی ابتدا کی سیاسی
 کوششوں کا آغاز کیا تھا۔ مندرجہ میں لبرل پارٹی میں شامل ہوا لیکن جلدی
 ہی اس پارٹی کے اندر ایک ناکروہتبار ہو گیا۔ جوزف جمیئر لین جس کی
 مرکز کی شخصیت تھی۔ یہ لگ رہا بھی زیادہ آزاد خیالی تھے۔ اور ان کی
 آواز اس زمانہ میں خاص قدر قیمت تھی۔ مندرجہ میں جوزف جمیئر لین
 کی آزاد روئی کی وجہ سے بہت سے لوگ اس کے دشمن بن گئے تھے۔
 حتیٰ کہ جب وہ پارلیمنٹ میں داخل ہوا تو خیال کیا جاتا تھا۔ وہ پورا انقلاب
 پسند ہے۔ اور اس کے کام کے اعلیٰ نہیں اور بلند نہیں اسٹیٹسٹوں
 کی حیرت کا کچھ بھی خیال نہیں۔ اگر کوئی شخص جوزف جمیئر لین کی وہ
 تقریریں سُننے لگے ابتدائی دو سیاسی سرگرمیوں کی تھیں۔ پھر تو اسے
 اس کے الفاظ کی جرأت و بیخوشی پر یقیناً حیرت ہوگی۔ بلکہ یوں کہنا
 چاہئے کہ اس کی زبان سے نکلے ہوئے بعض فقرے آج کل اتنا پسند
 اکثر آدمیوں کے کسی جگہ نہیں۔ وہ اسے جانیں نو لوگ خوب ہی داؤد میں
 ہیں۔ ایک زمانہ میں تو وہ اس خیال کا بھی حامی بن گیا تھا کہ برطانیہ بنگال
 کی حکومت میں بنائے جمہوریت بنا دیا جائے اور یہ ایک ایسی خطا
 تھی جس کے لئے اس کے مخالفوں نے کبھی معاف نہ کیا۔ اس کے دشمن
 بھی کہا کرتے تھے کہ وہ انتہائی خرابی کا حامی جمہوریت ہے اور جب

اس کے چند سال بعد شاہی خاندانوں کے اس دشمن کو بادشاہ سلامت کی گورنٹ میں ذمہ داری کا عہدہ مل گیا۔ نو لوگ حیران و ششدر رہ گئے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جوزف چیمبرلین نے کسی موقع پر جمہوریت کی حمایت نہ کی تھی۔ البتہ اس کا خیال تھا کہ زمانہ مستقبل میں شاید حالات ایسے پیش آئیں کہ ملک کے اندر جمہوری طرز حکومت قائم ہو جائے۔

ایک مرتبہ اس نے پیش گوئی کی تھی کہ دو برطانویہ میں جلد یا بدیر جمہوری حکومت مندرجہ قائم ہو جائیگا۔ اب میرے اپنے خیالات کا تعلق ہے میں اس امکان سے ذرا نہیں جھجکتا۔ لیکن ایک جوزف چیمبرلین پر کبھی موقوف ہے۔ اس زمانہ میں مختلف طبقات کے بہت سے لوگ ایسے ہی خیالات رکھتے تھے۔ اُن میں اور جوزف چیمبرلین میں اگر کچھ فرق سمجھا جائے تو یہ کہ اول الذکر میں اپنے خیالات کے اظہار کی جرأت نہ تھی۔ اور آخر الذکر میں تھی اور اس سلسلہ میں یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ اپنے خیالات کو بے دھڑک ظاہر کرنے کی عادت شروع سے خاندان چیمبرلین کے نام لیبواؤں میں قائم چلی آئی ہے۔ جنانچہ پرنسول چیمبرلین نے بھی اپنے والد کی طرح کئی مشکل اور خطرناک حالات میں اسی بے خوفی کا ثبوت دیا ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس زمانہ میں جوزف چیمبرلین نے جمہوری طرز حکومت کے حق میں اظہار خیالات کیا تو فرانس کی دوسری بادشاہت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس کی وجہ سے یورپ کے ہر حصہ میں جمہور پسندی کی لہر سی اٹھنے لگی تھی۔ اس کا اثر کسی حد

تک برطانیہ پر بھی ہو، اس کے علاوہ بھی وہ زمانہ تھا۔ جب ملکہ وکٹوریہ جارج
 از اہل اپنی رعایا میں جسے وزیر ہوئی محض اس وجہ سے کہ وہ عرصہ دراز تک
 شہزادہ البرٹ کے ساتھ باہر خلوت نہیں رہی۔ عام رعیت سے کچھ علیحدگی سی
 اختیار کرنے لگی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جوزف چیمبر لین کی طرف سے
 جو کچھ ہوا وہ اس کے اپنے خیالات سے بہت زیادہ عام حالات کا نتیجہ تھا۔
 مگر ان ضرورتوں سے قطع نظر اس میں کلام نہیں کہ جوزف چیمبر لین
 نے اپنی آنکھ کو کشنوں سے ملک کی لبرل جماعت کو بہت نامور پہنچایا
 اس نے برمنگھم میں سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے جو آرگنائزیشن قائم
 کی تھی۔ وہ ایک شکر ایک عظیم کی رخ و بنیاد ثابت ہوئی۔ جس نے انجام کار سے
 ملک کو اپنے ہمہ گیر اثرات میں لے لیا۔ اس نے برمنگھم کی میونسپلٹی میں جو
 شاندار خدمات سر انجام دی تھیں۔ وہ اس کی عظیم ہر بعد زبیری کا موجب
 ثابت ہوئیں۔ حتیٰ کہ زبیری بن اہل طبقہ متوسط کے لوگ اور مزدور جماعتیں تو اس
 کی پرستار بن گئیں۔ غریب لوگوں کے لئے جو اصلاحات اس کی طرف سے
 عمل میں لائی گئیں۔ ان میں سے چند ایک حسب ذیل تھیں :-
 ۱) اکیس اسپتالوں کی بہمرسانی کا انتظام شہر والوں نے اپنے ہاتھ میں
 لے لیا۔

۲) شہر کے اس حصہ میں جو مال کارخانے واقع ہیں۔ صفائی کا عمل حیرت
 انگیز کامیابی کے ساتھ پورا کیا گیا۔
 نیز ایسی ہی کئی اور اصلاحات عمل میں لائی گئیں۔ جن کے بیان کو اب

علیحدہ کتاب درکار ہوگی۔ ضمناً یہ بات قابل ذکر ہے کہ شیخ مہر علی حسینی صفائی کا کام جو اباب نے اپنے شہر میں آغاز کیا تھا۔ اس کو فرزند ارجمند (رنولڈ چیمبرلین) نے بعد ازاں سارے انگلستان میں جاری کر کے کامیاب خانہ تک پہنچایا۔ غرض جتنے بھی کام غریب لوگوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے ضروری تھے، عمل میں لائے گئے۔ برمنگھم کے لارڈ مینر کی حیثیت میں جو عظیم الشان کام جوزف چیمبرلین نے کیا۔ اس کا مقابلہ اگر کسی چیز سے کیا جاسکتا ہے۔ تو اس کام سے جو ایک نسل کے عرصہ کے بعد اس کے بیٹے رنولڈ نے کیا۔

جوزف چیمبرلین کی عمر ۳۳ سال کی تھی کہ اس نے ۳۷ سالہ عمر میں پہلے عام انتخاب میں حصہ لیا۔ اس وقت اس کو شیڈیلڈ کے مقام پر نشست ہوئی۔ لیکن اس سے جو بالواسطہ اس کو ہوئی ہوگی۔ اس کی تلافی دو سال بعد برمنگھم کے ایک ضمنی انتخاب کے ذریعہ سے ہو گئی۔ جس میں اس نے شاندار کامیابی حاصل کی۔ غرض ۳۷ سال کی عمر میں یہ آزاد خیال ممبر پارلیمنٹ وائسٹ منسٹر میں داخل ہوا اور اس وقت سنز ونگ میں ہی یہ بات دیکھی گئی کہ اس کی ذات میں کسی لمبڈ کے جملہ اوصاف پائے جاتے تھے۔ اس کے بعد جو انتخابات ہوئے اُن میں اس نے لبرل پارٹی کے ممبروں میں اکی اکثریت پیدا کر دی۔ لیونکو اس کے پیروانہ صاف دھند اس کی تقلید پر آمادہ تھے۔

اس میں شک نہیں کہ برطانویہ کے نامی وزیر اعظم ٹیکلیڈ سٹون نے جوزف چیمبرلین کو ذاتی طور پر کبھی زیادہ پسند نہیں کیا تھا۔ تاہم اُس نے بھی

حالات کو دیکھتے ہوئے اس کو جب اُسے پارلیمنٹ میں آئے چار سال کا
وجہ گذر چکا تھا۔ سچی رتی بوڑے کا صدر بنادیا۔ اور اس کے ساتھ ملی نڈرینی
حلقہ وزارت ہیں ایک ذمہ داری کی جگہ دی۔

اُس وقت کے خیال آسکتا تھا کہ یہ نہا وزیر جس نے اپنی زوردار سیما
تفریبوں کے ذریعہ لبرل مبوروں کے دلوں میں بھی بار بار فکر و تشویش پیدا کر
دی تھی۔ صرف چند سال بعد کنسرویٹیو پارٹی کا محسوس بن جائیگا۔ اس کے
سیاسی حقائق کی یہ سید علی ایسی غمی جس کے لئے بہت سے لوگوں نے
جو صرف جیمہ ہیں کو پہنچانے میں موزوں کیا ہے۔ لیکن اب اتنا غصہ گندھائے کے
بویہ مارے لئے یہ دیکھنا کہ یہی سے خدائی نہیں ہو سکتا کہ کس طرح ایسی
ہی تبدیلی جاگنا نہ خستہ کے ساتھ دوسروں میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔
جس طریقہ پر فروخت کے سوال لئے چوکی جمہور لیون کی سیاسی زندگی میں انقلاب
پیدا کیا۔ اسی طرح گذشتہ صدی کے آخری ایام میں ایک ایسے ہی سوال
نے باب کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر رکھی۔ زیادہ صاف الفاظ میں ہم
طرح کہ سچتے ہیں کہ جو بات زیادہ سلیو کیا لئے بیٹے کے لئے کی۔ وہی
آرلیمنڈ نے باب کے لئے کی تھی۔ برسوں سے سیاست انگلستان کا
سوال مسیحا آئینہ بند کے پس پشت رہنا چلا آیا تھا۔ اس قوم رسول کے
سوال پر کسی وزارتیں ٹٹیں۔ کبھی پارٹیاں میں برسی پیدا ہوئی۔ نئے نئے اتحاد
قائم کئے گئے۔ بے چینی رونما فرزدل فرنی کرتی چلی گئی۔ اور جا بجا پرجوش
مظاہرے بھی ہوئے۔ اس موقع پر نہ ہمارے پاس اتنی گنجائش ہے اور نہ

وقت کہ اس مسئلہ کی تفصیلات میں داخل ہوں جس کا حل انجام کار ہمارے اپنے زمانہ میں ہوا ہے۔ مگر تاہم بیان کر دینا کافی ہوگا۔ کہ وہ آئرلینڈ سماجی سوال تھا جس کی بنیاد جمہوریت پر تھی کہ اپنی چرائی پارٹی چھوڑ کر نئی میں شامل ہونا پڑا۔ اس زمانہ میں لبرل پارٹی ٹکلیڈ سٹون کی رہنمائی میں زیادہ تر مصلحت وقتی سے مجبور ہو کر آئرلینڈ کی آزادی کے متعلق آئرش قوم پرستوں کے مطالبات مان لینے پر تکی ہوئی تھی۔ لیکن جوزف جیمز لینن اس بات کے حق میں نہ تھا کہ اتنی عظیم اور ہمہ گیر رعایتیں بیکار و سہمی جائیں۔ ناظرین غور کر کے دیکھیں کہ زمانہ موجودہ میں سوڈن جرمنوں کے سوال گذشتہ صدی کے آئرلینڈ کے سوال سے کتنا ملتا جلتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ نسل حال توں کا مقابلہ کرتے ہوئے ہمیں کام کے اس حصہ کو نظر انداز کر دینا چاہیگا۔ جو جرمن دیش نے کیا۔ لیکن بنیادی طور پر دیکھا جائے۔ تو اصل سوال یہی تھا کہ کیا آئرلینڈ کے باشندوں کو اس طرح حکومت خود اختیاری دے دی جائے۔ جس طرح کا مطالبہ سوڈن جرمنوں کے لئے کیا گیا تھا۔

باپ اور بیٹے کی حالتوں میں ایک اور مصالحت یا اختلاف اس طرح بھی پایا جاتا ہے کہ جہاں نپول جیمز لینن سوڈن جرمنوں کے مطالبات کا حامی بنا۔ جوزف جیمز لینن نے آئرش باشندوں کے مطالبہ آزادی کی مخالفت کی تھی۔ جوزف جیمز لینن کا خیال یہ تھا کہ اگر آئرلینڈ کو کامل طور پر علیحدہ کر دیا گیا۔ تو برطانیہ کی سیاسی زندگی میں ایک رخنہ عظیم پیدا

ہو جائے گا۔ جو اس کی کمزوری کا باعث ہو گا۔ اور چونکہ سلطنت کا اتحاد اس کا طمع نظر تھا۔ اس لئے وہ ایسی کمزوری گزارا نہ کر سکتا تھا۔ انجام کار جب اس نے اپنے میں جیمبر لین کی پُرجوش مخالفت کے باوجود گلبرگ سٹون نے آر لینڈ کے ہوم زلر کا مسودہ پارلیمنٹ میں پیش کر دیا۔ تو جیمبر لین نے وزارت سے علیحدگی کر لی اور اُس کے تمام ساتھی مع اُس کے لیبرل پارٹی سے علیحدہ ہو گئے۔ اس موقع پر جن ۹۴ ممبران پارلیمنٹ نے لیبرل پارٹی کو چھوڑا۔ وہ لیبرل یونی اسٹ کھلائے اور جب پارلیمنٹ میں ہوم زلر کا مسودہ قانون نہ پر بحث آیا۔ تو انہوں نے گورنمنٹ کے خلاف ووٹ دیتے اور اس طرح برسرِ حکومت پارٹی کو شکست دی۔ اس سے اگلے انتخاب کے موقع پر لیبرل پارلیمنٹ پارٹی کی طاقت بدستور استوار رہی۔ چنانچہ اس زمانہ میں جوزف جیمبر لین کو اس نئی اور زبردست پارٹی کے لیڈر کی حیثیت میں جس کا وہ حقیقت لیبرل اور کنسرو ایٹوویز پارٹیوں سے تعلق نہ تھا۔ برطانیہ کی سیاسی زندگی میں ایک خاص اہمیت حاصل ہو گئی۔ لیکن یہ جیسا کہ ملاحظہ کیا ہے وہ لیبرل پارٹی سے علیحدہ ہو کر اس کا مخالف بن چکا تھا۔ تاہم اس کی طرف سے سوشل اصلاحات کے لئے بدستور زور و جہد ہوئی رہی بعد ازاں اس کو برطانیہ کی طرف سے ایک خاص سفیر کی حیثیت میں اس مطالب کے لئے امریکہ بھیجا گیا۔ کہ صوبہ کینیڈا میں مابجی گیری کے ایک دہرینہ اور پیچیدہ سوال کے متعلق ممالک متحدہ امریکہ کے ساتھ براہِ راست گفتگو کر کے

اُسے طے کرے۔ ہر چند یہ کام سیاسی اعتبار سے محض قانونی اہمیت رکھتا تھا تاہم اس کا جوزف چیمبرلین کی بعد کی زندگی پر بہت گہرا اثر پڑا۔ وہ اس طرح کہ ۵۲ سال کی عمر میں اُسے ایک ایسی برت سے ملنے کا اتفاق ہوا جسے وہ اپنا شریک زندگی بنا۔ نوا مارو ہو گیا۔ اس عورت کا نام مری اینڈری کوٹ تھا اور وہ کلونلینڈ کے ڈیر جناب کی بیٹی تھی۔ جوزف چیمبرلین سے عمر میں کئی سال چھوٹی تھی۔ دونوں بڑے گہری محبت میں تھے۔ اور اس طرح انہیں سیاحت امریکہ کے سلسلہ میں جوزف چیمبرلین کو تیسری مرتبہ شادی کرنے کا موقع ملا۔

اس تیسری خوشگوار شادی کے نف باقی اثرات نے جوزف چیمبرلین کو۔ اس تانہ عطا کی اور وہ سابق کی نسبت زیادہ چاق و چوبند۔ چیر بیلا اور مستعد بن گیا۔ سچ پوچھئے تو امریکہ کی اس سیاحت نے اس کے سامنے زندگی کا ایک نیا باب کھول دیا۔ اپنے تمام امریکہ سے فائدہ اٹھا کر وہ کنیا بھی گیا اور اس طرح یقیناً اس کو سلطنت برطانیہ کے سمندر پار قبوضات سے براہ راست تعلق پیدا کر کے کامیاب حاصل ہوا۔ اس جگہ پہنچے ہوئے جو تحریکات اور تاثرات اُس نے حاصل کئے۔ اُن کو اس نے بوری طرح ذہن نشین کر لیا یعنی اُس نے جانا کہ سلطنت کو متحد کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ برطانیہ کے چھوٹے سے جزائر کو بنیاد قرار دیتے ہوئے اس کے مقبوضات و نوآبادیات کے ساتھ اس کا تعلق اتنا گہرا کر دیا جائے کہ سب مل کر ایک عظیم انسان متحد صورت اختیار کر لیں۔ چنانچہ اس انتخاب

کو عملی صورت دینا اس کی زندگی کا خاص مقصد بن گیا اور وہ دم آخر تک اس مقصد کی تکمیل کے لئے کوشش رہا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس نے اپنی زبردست تقریروں کے ذریعہ بیٹنار اور لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنا لیا۔ اُس نے اچھی طرح معلوم کر لیا تھا کہ ابھی انگریزوں میں ایسی تنگ دلی موجود ہے جس کا خاتمہ کرنے سے ہی شاندار ساختہ عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ اگرچہ انگلستان نے نصف کروڑ زمین سے تعلقات پیدا کر لئے ہیں۔ تاہم اس کو معلوم نہیں کہ اس کے فرائض اس بارہ میں کیا ہیں ؟

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جوزف چیمبرلین اپنے زمانے کا سب سے بڑا امپیریلٹ یعنی سچا سامراجی اور مکمل سامراج کے خواب دیکھنے والا تھا۔ جو خدمات اُس نے سلطنت برطانیہ کے منتشر حصوں میں رشتہ اتحاد قائم کرنے کے متعلق سرانجام دیں وہ اپنی مثال نہیں لکھتیں اور حقیقت یہ ہے کہ سلطنت کے جو چھ صدیوں سے جھلے ڈھالے اور بکھرے ہوئے چلے آتے تھے۔ اُن سب کو جوزف چیمبرلین نے اپنی کوششوں سے ایک لڑی میں پرو دیا۔ آج جو ہم آسٹریلیا کو خوشحال اور بریٹن دیکھتے ہیں۔ یا جنوبی افریقہ کو مادرِ برطانیہ کے ساتھ متحد دیکھتے ہیں۔ تو اس کا باعث جوزف چیمبرلین کی کوششوں کو ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ رستہ لمبا۔ بکھڑا اور دشوار گزار تھا۔ لیکن اس سے چلنے والے کی مستعدی اور پائے استقلال کا اور بھی زبردست ثبوت ملتا ہے چیمبرلین کا نام جنگِ بوئر سے وابستہ ہے۔ لیکن اگرچہ

وہ اس جنگ کو شامی صورت میں دیکھنا نہ چاہتا تھا۔ تاہم جب حالات ایسے بد ہو گئے کہ جنگ کے بغیر کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ تو وہ بے دریغ اس کے لئے بھی آمادہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں جمہوریہ لینن نے جو روئے اختیار کیا تھا۔ اس پر نہ صرف باقی ممالک بلکہ سب ممالک حاصل انگلستان میں بھی اس پر سختی سے نکتہ چینیوں کو بھی ہندسہ نہ تو شریخ سے ہی اس شخص کو اپنی بجائے خفی اور خیالات پرستی سے اس لئے اس کی وجہ سے دشمنوں اور مخالفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ تاہم اس زمانہ میں تو سچ ہو چیتے۔ اس کے سر پر ریافت کا طوفان پھٹا۔ یہ ان لوگوں کے لئے ان لوگوں کا لباس جس میں وہ مسخرہ کھینے لگے۔ لیکن وہ اس اہل سمیت اور انہیں راہ دہا انسان تھا۔ کہ سب کچھ سنتے ہوئے بھی جو بات صحیح سمجھتا تھا۔ اس پر عمل پیرا رہا۔ اس کی سیاسی دانش مندی ہی بہترین ثبوت ہے۔ جنہوں نے اسے یقین کی لڑائی کے خاتمہ پر ملا۔ جبکہ وہ خود اس ملک میں گیا۔ اور وہ جو پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے یعنی بوٹروں اور بریکسنبو اول میں طرح اتحاد ڈالنے اور اس طریقہ پر ساری دنیا کے روبرو شام کر کے دیکھ دیا۔ کہ صحیح طریقہ عمل ایسی حالتوں میں کیا ہو سکتا ہے اس کی جنوبی افریقہ کی مباحث کا ہی نتیجہ تھا کہ جنوبی افریقہ کے بولین کی بنیاد پر ہی۔ جبکہ العرب ازاں اسٹریلیا کی کاسن ویلینج کی بنیاد پر ہی خفیہ سوشلسٹ حالتوں میں اس نے اپنی ناقابل شکست ہمت۔ اٹھارہ کام اور زبردست تدبیر کا ثبوت دیا۔

ان مذہبوں کے واسطے ایم میں برطانیہ کا غلامان وزارت کنسروٹیوٹ

لیڈر مارٹن سلسبری کے ہاتھ میں تھا اور جوزف چیمبر لین اس کے ماتحت وزیر ذراہوت بنا۔ اس کی پارٹی اب بھی لیبرل یونینٹ کمالاتی تھی۔ لیکن بہت کچھ غور و خوض کے بعد اس کو یہی بہتر نظر آیا کہ اس پارٹی کا تعلق کنسرویٹو پارٹی کے ساتھ کر دیا جائے۔ دارالعوام میں جو لوگ اس زمانہ سے سی اس کے عندیہ رکھتے چلے آئے تھے۔ جب اُس نے مسٹر گلڈسٹون کے ہوم رول بل کی مخالفت کی تھی۔ واداب او بھی زیادہ تندہی کے ساتھ اُس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔

مذہبی لوگوں کا اعتراض یہ ہے کہ جوزف چیمبر لین مومنہ پرست تھا لیکن وہ انات مذہب کو اس خیال کی تہذیب کہ دی ہے۔ اس میں کسی بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ وہ اگر چاہتا تو لیبرل جماعت کا لیڈر بن کر رفتہ رفتہ وزیر اعظم کے عہدہ تک پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اس کے ضمیر نے اس بات کی اجازت نہ دی۔ کہ ذاتی فائدہ کی خاطر اپنے عقیدہ کے خلاف پر گرنے سے بچنے کے لیے رشتہ قائم رکھنا چاہا۔ انہی ایام میں اس کے خیالات نے پھر پٹیا کھلا لی یعنی جو پیشتر آزاد تجارت کا حامی تھا۔ اب پھر تک مخفیہ کا لیڈر بنا اور اپنے اس نئے فرض کو اس زور شور اور زہوم و دھڑکنے سے پورا کیا کہ گورنمنٹ اور خود اس پارٹی کے دھوئیں بکھیر دیتے۔ جس سے پیشتر اس کا تعلق تھا۔ یہ بات جوزف چیمبر لین کی شجاعت اور اخلاقی دلیری کے حق میں کہنی پڑتی ہے۔ کہ اس نے خود بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کیا کہ اس نے اپنے خیالات میں تبدیلی کی اور اس طریقہ پر اپنے سیاسی

عسکر ماضی کے خلاف چلنے لگا۔ لیکن معیت رضوں کے لئے اس کا جواب یہ ہوا کہ تانہ تھا۔ کہ اپنے اصول و عقاید سے بہت زیادہ مجھ کو سلطنت برطانیہ کا میاں عزیز ہے۔ جس وقت رفتہ رفتہ اس کے ذہن میں سچنگی کے ساتھ جاگزین ہو گیا۔ کہ برطانیہ کی مالی بہتری اور تقبوضات و نوآبادیات کے ساتھ اس کے اقتصاد و تعلقات کی آسودگی کا تقاضا یہ ہے کہ طریق تحفظ و بر محمول عمل میں لایا جائے۔ تو اس نے اس اختلاف کو عملی صورت دینے میں ذرا بھی تاہل نہ کیا۔

محمول تحفظ کے لئے جو تنظیم استخوانِ جد و جہدِ جزرف جیمبر لین نے شروع کی تھی۔ وہ ابھی کامیاب خانہ تک پہنچنے نہ پائی تھی کہ ۱۹۰۶ء میں ستر سال کی عمر میں ایک دسامض اُس پر حملہ آور ہوا۔ جس کے اثرات سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ شروع میں شخص کا خیال تھا کہ اس کی حیرت انگیز قوتِ ارادی ہر قسم کی مشکلات کے باوجود مرض پر فتح پائیگی۔ لیکن انجام کا دوا اور دوا دونوں بیکار رہیں اور سب تدبیریں الٹی ہوئی بنی گئیں۔ اس کے بعد بھی وہ آٹھ سال زندہ رہا۔ مگر میدانِ سیاست اس کی رفیع الشان ہستی سے خالی ہو چکا تھا۔ اس ادب و احترام اور گہری محبت کا ثبوت دینے کے لئے جو حلقہ بزرگم کے رائے دہندگان کو اس سے ہٹائی گئیں تھے۔ بار اُس کو معتوب کہا۔ لیکن وہ پارلیمنٹ میں اپنی نشست پر نہ کر سکا۔ حتیٰ کہ آخر کار محرمیہ عالمگیر کے آغاز سے چند ہفتے پیشتر ۲ جولائی ۱۹۱۰ء کو اس نے اسی شہر میں جان دی جس کو اُس نے اپنی سچی عظیم سے منزل

نسبت ایک پہنچا تھا اور اس کے وطن منگھم سے ہے ۔
 یہ چند یہ ایک انوکھا تہذیب ہے کہ جو زن چیمبر این کو سب سے
 زیادہ دیکھتی تھیں۔ ان کے ساتھ ہی ایک اور سامراجی خیالات ہی ایک زون کا مرکز بنے
 ہوئے تھے۔ ان کے دراز تاک مزید آبادیات ہونے کی وجہ سے
 ایک بلانہ ایک جی حکمت عملی نے بھی گہرا واسطہ رہا تھا۔ اس پر اس سے
 نتیجہ ہائے مؤثر پیچیدہ کے حالات زندگی عہدہ حال کی روشنی
 پر ایک نام کی صورت تھے ہوئے تھے۔ اس کا سیاسی مقصد
 (۱) متحدہ اور ایک ریاست کا اتحاد محل میں لانا تھا۔ زندگی بھر اس نے
 بہت سے چیزیں کی تھیں۔ زیادہ تر یہی بننے کی کوشش جاری کر
 دی۔ اس دوران کی ترقی دہشتی کی راہ میں جو عظیم مشکلات حائل
 تھیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اس کام میں اس کو بہت سی
 دشواریاں آئیں۔ لیکن پھر بھی اس نے اپنی کوششوں کو جاری رکھا
 ان کے وہی وہی کے وہی بیان شدہ تہذیبیات پیدا کرنے کی کوشش
 میں اس نے بہت سے دوشوں کی دشمنی بھی فریڈینی بڑی۔ لیکن اس نے
 اپنی ہی غیر کوئی تک نہ چھوڑا۔ حتیٰ کہ اس کو پورا افسین ہو گیا کہ برلن کے
 ساتھ ساتھ وہ قائم کرنے عملی طور پر ناممکن ہے۔ جوزف چیمبر این کی ہمت انہ
 کوششوں کو جس شخص نے کامیابی کی منزل تک پہنچنے سے رکھا۔ وہ سابق
 فیصلہ جرنی تھا اس کے جہاں لگے جنگ کے سلسلہ میں جو اسے اب پیدا

ہم سے ان کا حال محتاج بیان نہیں۔ دنیا ان سے واقف ہے۔
 جوزف جیمز ایمن کے حالات زندگی کا ایک اور عمدہ نمونہ جو خود سے
 وفورات کی روشنی میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔۔۔ بتاتا ہے کہ علیحدگی کے
 سوال کے متعلق اس کی رائے بہت ہی وال پیٹہ بھی نئی مرتبہ آئی تھی۔
 جب کہ وہ لکھا کہ برطانیہ کو سب سے زیادہ اپنی سلطنت کی حفاظت کا خیال
 ہونا چاہیے۔ جرمن یوپیپ سے اکل جیسی ہے۔ اس لئے اس کا اہمیت
 یوپیپ سے کوئی تعلق نہ ہونا چاہیے۔ اس بار یہ یورپ جیمز ایمن سے
 جن خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اس زمانے کے واقعات اور اس کی خاص
 طور پر بحسب ایمن۔ اور اسی وجہ سے ہم اس کتاب کے بارے میں ذیل
 اقتباس پیش کرتے ہیں۔

”میں اس بار میں کہہ سکتا ہوں کہ الگ خفاک رہنے اور ہر حال
 میں امن قائم رکھنے کی پالیسی۔۔۔ مجھے بہت اختلاف راستے ہے۔
 اگر کہ مسلح اور امن قائم رکھنے کی کوششیں سخت قابلِ فخر ہیں اور اسی
 بڑی قوم کے ہرگز شانِ ان زمانہ میں میرا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ
 کہ افراد کی طرح قومیں بھی ذمہ دار ہوں عاید ہوتی ہیں اگر ان کو بھی اپنے
 ہمسایوں سے واسطہ رکھنا پڑتا ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ خود غرض
 علیحدگی کے اصول پر عمل کرتے ہوئے صرف اپنے کام سے نام لکھیں
 اور جب تک براہِ راست ان کے مفاد کو دیکھنے کے لئے دال سے
 کسی چیز نہیں“

جادو جہد کے اس لمبے عرصہ میں جبکہ جوزف چیمبرلین کو بارہ مہفتوں کا جیل ہوئیں۔ اور کئی مرتبہ انکا میڈوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ بڑا بیٹا اسٹن باپ کے دوڑ دوڑ کر کام اتار رہا تھا۔ شکل و صورت میں وہ اپنے باپ سے ٹھیک ملتا جلتا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ اس کا نئے 'نظر آنا تھا۔ ویسا ہی لباس اسی طرح داہنی آنکھ میں چشمہ کے طور پر ایک آئینہ لگا ہوا۔ بلٹن ہول میں پھیرا۔ اور پتلے مہین ہونٹوں پر چھپی ہوئی طنز آمیز مسکراہٹ ہر وقت اپنی باتیں تھی۔ دنگی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ٹرنٹن کالج میں داخل ہوا۔ اور اس وقت ہم مرکز تعلیم میں رہتے ہوئے اس جگہ کی مجالس سیاسی میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ گویا اس طریق پر اس نے شروع سے ہی ثابت کر کے دکھا دیا کہ وہ ہر پہلو سے اس کے باپ کے قدم بقدم چلنے والا بیٹا ثابت ہوگا۔ کیمرج میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے پیرس میں کچھ عرصہ رد کہ مفید محاضرات حاصل کیں۔ چونکہ ایک قابل باپ کا ہوشیار بیٹا تھا۔ اس لئے ہر قسم کے ذی اثر سیاسی حلقوں میں بڑی آسانی سے رسائی حاصل کر سکتا تھا۔ بعد ازاں وہ برلن گیا۔ جہاں رد کہ وہ باپ کے خیال کے مطابق معاملات یورپ کے دوسرے پہلو سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ ان دونوں مقامات یعنی پیرس اور برلن میں رہتے ہوئے جو مفید محاضرات اس نے حاصل کیں۔ وہ اس کے بعد کے یورپیست میں نہایت کارآمد ثابت ہوئیں۔

غرض فرہنگی اور روحانی طریق پر سیاسی زندگی کے لئے ہر

طرح تیار ہونے کے بعد صرف یہ سوال باقی رہ گیا کہ آسٹن بھی اپنے محترم باپ کی طرح پارلیمنٹ میں داخل ہو کر اس کے نقش قدم پر چلے۔ ۲۹ سال کی عمر میں وہ مائیکل مینٹھی وورسٹر شائر کی طرف سے بالفاق رائے منتخب ہو کر لیبرل پارٹی جماعت کی طرف سے پارلیمنٹ میں بیٹھا۔ اس کے چند ماہ بعد اس نے پارلیمنٹ میں پہلی تقریر کی۔ اس موقع پر گلیڈسٹون نے جو پہلے ہی اس کے باپ جرنل چیپیر لین کا سیاسی تینا لے بنا ہوا تھا۔ آسٹن کی تقریر کے متعلق حسب ذیل نوٹ لے والے الفاظ ہوتے تھے:-

میں اس تقریر کے نتیجے میں کچھ نہ کہوں گا۔ اس کے بارے میں جو کچھ مجھے پہلے اور جواب کہنا ہے۔ اس کو میں چند مختصر الفاظ میں کہ دینا ہی کافی خیال کرتا ہوں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ تقریر باپ کے دل کے لیے شیریں اور خوشگوار ثابت ہوئی ہوگی۔

”امروقتہ یہ ہے کہ نیشے کی اس پہلی تقریر کو سن کر باپ کی آنکھوں میں غرط مسرت سے آنسو اٹھ آئے تھے۔ اس کے تین سال بعد نوجوان آسٹن کو عہدہ وزارت حاصل ہوا۔ اس کے بعد کے حالات زندگی موجودہ کتاب سے بے تعلق ہیں۔ وہ جس کا باپ شروع میں انتہا پسند لیبرل تھا کینسر ویٹھ پارٹی کا لیڈر بنا۔ اس نے اپنی زندگی میں کئی وزارتی عہدے پُر کئے اور ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۲۹ء تک جبکہ انگلستان پر ایک نہایت نازک زمانہ گزر رہا تھا وہ برطانیہ کا وزیر خارجہ رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ وزیر اعظم کا مرتبہ مخفیہ حاصل کر لیتا۔ لیکن سیاسی سازشوں۔ موقع کی

ناکام میا بیوں اور سب سے بڑھ کر اُس کی اصول پرستی نے اس کو کامیاب
 ہونے کا موقع نہ دیا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ نہ اس کی زیر دست شخصیت
 کا لہ با مان گئی تھی۔ اور سب سے بڑھ کر اس کا اپنا بھائی نیول جیمبر لین جس
 نے برطانیہ کا وزیر اعظم بننے کے موقع پر اپنے برابر ورجوم کی بااثران الفاظ ہیں
 ”تازہ کی تھی۔“

میرے والد بزرگوار اور برادر کا رہیں محمد سے بہت زیادہ وہ مصفا
 پائی جاتی تھیں۔ جو کسی شخص کے لئے وزیر اعظم کا سمندر تامل کرنے بن نہرو ری
 سمجھی جاسکتی ہیں میں تو سچ پوچھنے مان کام کو ہماری رکھتے والد موان جو انہوں
 نے شروع کیا تھا۔ اور حالات نے اجازت نہ تھی یہی زندگی کا
 سب سے بڑا مقصد ہی ہوگا کہ ان کے آغاز کردہ کام کو انجام تک پہنچانے
 کی کوشش کروں۔“

منہی نہ رہے کہ جب نیول جیمبر لین وزیر اعظم بنے تو اس سے بھائی کو
 انتقال کئے ہوئے صرف دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا۔

باب ۳

جدوجہد کی زندگی

۱۹۴۶ء میں جوزف چمبرلین لوید ان سیاست میں داخل ہوئے مدت
مدید گذر چکی تھی۔ اس کو زیر بنے بھی ایک کافی لمبا عرصہ ہو گیا تھا۔ اس کے
بڑے بیٹے اسٹن نے کمبیرج یونیورسٹی میں اپنی تعلیم مکمل کر لی تھی اور باپ کی
بڑی بڑی اُمیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ ممالک غیر کا وہاں شروع کر دیا
تھا۔ لیکن چھوٹا بیٹا نیول جس کے حالات زندگی ہم اس وقت تکمیل کر رہے
ہیں۔ ابھی تک ان تمام باتوں سے غیر متاثر تھا۔ وہ ایک دراز قد بوجوان تھا
جس کی ذرا ذرا سی موٹھیں ہفتیں دھڑکیں آگے چل کر چوڑی چھتا سی صورت
اختیار کرنا تھا۔ سنجیدہ، متین اور بے خیال۔ جس کے وقتِ ذمہ داری کے دو
خاص مشاغل تھے: اَلْمُحَالَمَہ فطرت اور شوقِ موسیقی تھے۔ مگر یہ بات اس زمانہ

میں ہی ظاہر ہوتی تھی کہ وہ طبعاً ہلک زندگی میں حصہ لینے کے ناقابل ہے وہ ایسے معاملات میں کوئی خاص دلچسپی نہ لینا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اپنے روشن دماغ و باپ اور ہونہار بھائی کی موجودگی میں اُس کی شخصیت ہمیشہ پس افست رہتی رہی تھی۔ آسٹن کا مستقبل پہلے سے طے شدہ تھا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ نیول کا کیا نئے معلوم ہوتا ہے باپ نے بھی اس سوال پر زیادہ عرصہ غور نہیں کیا۔ کنبہ کی مالی حالت بھی فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ سیاست میں حصہ لینے کے لئے روپے کی ضرورت تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ موجودہ زمانہ کی نسبت اُن ایام میں اور بھی زیادہ ضرورت تھی۔ چونکہ جوزف چیمبر لین کسی مرتبہ برنگھم کا ممبر نہ تھا۔ اس لئے اس کو گھر میں کسی ذکر چاکر رکھنے پڑتے تھے۔ تاکہ ظاہری ٹھاٹھ قائم رہیں۔ آئے دن مہمان آتے اور جاتے رہتے تھے۔ خیرات کے کاموں پر بہت سارے پیسے صرف ہو جاتا تھا۔ اس طریقہ پر جو روپیہ اس لئے کاروبار میں کما یا تھا۔ اس کا بڑا حصہ صرف ہو گیا۔ غام اخراجات کے علاوہ ان مالی مشکلات کی ایک وجہ خاص اور بھی تھی۔ جوزف چیمبر لین نے اپنی کمائی کا بڑا حصہ جنوبی امریکہ کے نسکات میں لگا دیا تھا۔ لیکن چند در چند مالی انقلابات نے اس اثاثہ کی قیمت کو بڑی حد تک گھٹا دیا۔ اور گوجا حالت ایسی نہ تھی کہ کسی خوری تشویش کی ضرورت لاحق ہوتی۔ تاہم گھر کی غام فضا بگڑ گئی۔ چونکہ جوزف چیمبر لین کو معلوم تھا کہ اس دنیا میں کاروبار اور تجارت ہی کمائی کا واحد ذریعہ ہیں۔ اس لئے اب مالی مشکلات پیدا ہونے پر ہی خیال اس کے ذہن میں پیدا

ہوا۔ کہ ان کو رفع کرنے کے لئے دوسرے نیٹے کو بھی کاروبار میں لگانا چاہئے
اگر اس نے طبقہ متوسط کے لوگوں کی طرح اربان داری کے ساتھ کاروباری
زندگی جاری رکھی۔ تو نہ صرف گھر کا نام روشن ہوگا۔ بلکہ روپیہ کی آمدنی
بھی ممتزع ہو جائیگی۔ جوزف چیمبر لین کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ بڑے نیٹے
آسٹن کو دوسری راست میں کامیاب بننے کے لئے روپے کی ضرورت
ہوگی۔ اور وہ روپیہ بھی اسی ذریعہ پیدا کیا جاسکتا تھا۔

چونکہ جوزف چیمبر لین نے کسی یونیورسٹی میں داخل ہو کر اعلیٰ تعلیم حاصل
نہ کی تھی۔ اس لئے وہ تعلیم کی لطیف خوبئیں سے ناواقف تھا۔ اتنا تو اس
کو معلوم تھا۔ کہ آسٹن کے لئے جسے اس کے نقش قدم پر چلنا ہے۔
اکسفورڈ یا کمبریج کی تعلیم ضرور حاصل کرنی چاہئے۔ لیکن دوسرا خیال
ایک پہل کے لئے بھی اس کے دل میں پیدا نہ ہوا کہ دوسرے نیٹے کو ڈیجی
میں تعلیم دلانے کے بعد صنعتی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا ترقی نہیں۔ بلکہ
تنزل کی علامت ہے۔ جس سکول میں نیول نے اب تعلیم حاصل کی۔ اسی کو انجام
کار کئی سال بعد برمنگھم یونیورسٹی کی صورت اختیار کرنا تھا۔ یہ ترقی بھی سچ
پوچھئے تو جوزف چیمبر لین کی کوششوں کا ہی نتیجہ تھی۔ جن کو بعد ازاں اس
سکول کے سابقہ طالب علم نیول نے حق و غری کے ساتھ جاری رکھا۔ لیکن جس
زمانہ میں نیول نے تعلیم پائی۔ یہ ایک چھوٹا سا سکول تھا۔ اور اس میں صرف
اس قسم کی درجہ اوسط کی علمی اور صنعتی تعلیم دی جاتا کرتی تھی۔ جیسی نیول کے
لئے ضروری سمجھی گئی۔ اس جگہ روکر اس نے طبیعات۔ کیمیا اور جرحہ تفصیل

کی تعلیم حاصل کی۔ ظاہر اودان تمام مضمونوں سے گہری دلچسپی لینا تھا اگرچہ یہ ایک سخت طلب سوال ہے۔ کہ اس کی حقیقت میں بھی ان مضامین سے کوئی مانوس نہ تھی یا نہیں۔ مگر ہاں اس میں شک نہیں کہ ایک فرمانبردار بیٹے کی مانند اُس نے وہی کچھ کیا۔ جو اب نے اس کے لئے تجربہ کر دیا تھا۔ اگرچہ اسی اس قسم کی روکھی تعلیم سے اس کا جی گھبراتا۔ تو وہ اپنا دل بہلانے کو قدرتی منظر کی طرف توجہ دیتے لگتا تھا۔ یہ دیکھنا جا چکا ہے۔ اس کو بھٹی عمر سے ہی پرندوں کا پرہیز شروع تھا۔ جس نے رفتہ رفتہ علم تختی کی صورت اختیار کر لی۔ لیکن چھوٹی عمر میں اس کی اس طرح وہم آخوند قاتم چل جاتی ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اب ایک مشہور سیاست دان بننے پر بھی وہ پرندوں کے عادات سے دلچسپی لینے کو کچھ نہ کچھ وقت ضرور نکال رہا ہے۔

بچپن میں نیول جمپر لہن میں کر لی ایسی خصوصیت نہ پائی جاتی تھی جو استادوں کی توجہ اپنی طرف کھینچتی اس کے ہم جماعتی بھی اس زمانہ کے متعلق کوئی خاص حالات بیان نہیں کر سکتے۔ یہ سب ہم میں جتنا غرصہ اُس نے تعلیم پائی وہ اس طرح کے سادہ حالات میں گذرے۔ کہ جن کی بنا پر سوانح نگاروں کو کوئی خاص سالہ نہیں مل سکتا۔ حاصل کلام یہ کہ ایک اوسط درجہ کا عمومی طالب علم تھا۔

جس زمانہ میں باپ اپنے بڑے بیٹے کے لئے انتخابی حلقہ تلاش کرنے کی نگر میں تھا۔ چھوٹا اپنی تعلیم ختم کر کے ایک محاسب کے دفتر میں

اوتے محرر کی حیثیت میں ہندسوں کی بڑی بڑی میزائیں کرنے میں مصروف رہا کرتا تھا۔ ان دنوں ورسٹر ہارڈ سمٹھ کی صفت میں شاگردی کرتا تھا۔ اور فیصلہ یہ تھا کہ دو سال اس مگر رہے گا۔ بنی معومات مکمل کرے۔ اس ہی خرچ باب کو اپنی گرہ سے ادا کرنا پڑتا تھا۔ مگر کوٹھی کے مالک نے جلد ہی یہ معلوم کر لیا کہ نوجوان بدل ایک ہونہار شاگرد ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی خدمات دم سے لے کر وری چھل کرنی چاہئیں۔ چنانچہ عرصہ شاگردی چھ ماہ بعد ہی حتم کر دیا گیا۔ نیل کو کوٹھی میں ملازمت مل گئی۔ پیشتر ورنیس ادا کر کے نرمٹھ چھل کرنا تھا۔ اب وہ ایک ملازم کی حیثیت میں اپنے کام کے لئے نکلے گا۔

ایسا معلوم ہوا ہے کہ تقدیر نے نوجوان نیل کی سادہ زندگی میں کسی طرح کی دخل اندازی کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ اس زمانہ میں جس قسم کے واقعات اس کو پیش آئے وہ ریبا بعض طالب علموں کو آیا کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ کے واقعات زندگی رومان سے خالی اور دلچسپی سے محروم تھے۔ مسٹر سمٹھ کے دفتر میں محرر کی خدمات بجا لاتے ہوئے جب بھی نوجوان نیل کو تفریق کی تلاش ہوتی۔ تو وہ شیک پیئر کا کوئی ٹائٹل اٹھا کر دیکھنے لگ جاتا۔ ایسی ہی کتابوں سے اس کو دلچسپی تھی۔ اب بھی گویا اس زمانہ کی رسول گذر چکے ہیں۔ اور ایک وزیر اعظم کی حیثیت میں نیل چیمبر لین کو ہزار ہا مصروفیتیں درپیش نہ تھیں ہیں۔ تاہم شیک پیئر سے اس کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ دن بھر کام سے تھک ہار کر وہ جب بھی آرام

سے بیٹھتا ہے۔ اور اس کی بیوی شیکسپیر کا کوئی ناٹک پڑھ کر سننے لگتی ہے
 تو انہیں سطروں کوٹھکے جو اس سے پہلے ہزاروں مرتبہ پڑھی اور سنی
 جا چکی ہیں۔ نیول حمید برلین پر گویا وجران کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے
 لیکن مثل مشہور ہے کہ "نڈیر گند بندہ و تقدیر بندہ" باپ
 نیول کو محاسب بنانا چاہا تھا لیکن حالات ایسے پیش آئے کہ اس کو وہاں
 سے نکلنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ زمانہ موجودہ
 کا وزیر اعظم آج تک مسٹر سمٹھ کا جانشین بن کر اسی دستہ میں بیٹھا ہوا
 نہ ہوتا؟

نیول حمید برلین کی سیاسی زندگی میں جو انقلاب پیدا ہوا اس کے
 اسباب غریب تھے۔ قبل ازیں باپ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے
 ہم نے لکھا تھا۔ کہ وہ ایک سیاسی مشن کے سلسلہ میں سیر کرنا ہوا سمندر
 پار گیا۔ اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اس نے کینیڈا کے برطانی علاقہ
 میں جی سیر کی۔ اس جگہ اپنے قیام کے دوران قدرتی طور پر اس کا تعلق
 کینیڈا کے استقامی حلقہ کے اچھے اچھے اہل کاروں سے پڑا۔ مانٹریل
 میں اس کی ملاقات جہاں اس کی برطانی نوآبادی کے گورنر سے ہوئی۔ یہ
 مجمع البحر اتر ساحل کلد ریڈا کے شمالی مغرب کی طرف واقع ہے اور جنوب
 مشرق کی سمت میں اس کی حد ہیٹی تک پہنچتی ہے۔ جو حدیثوں کی ایک
 مشہور جمہوریت ہے۔ اس کے باشندے زمانہ موجودہ کی طرح اس زمانہ
 میں بھی شمالی امریکہ کے انہی حبشی غلاموں کی اولاد تھے جن کو ایک

زمانہ میں آزاد کر دیا گیا تھا :

اس زمانہ میں جوزف چیمبر لین کو سلطنت کی بہبودی کا بھر خیال تھا۔ اور اس مطلب کے لئے وہ نوآبادیوں کی اقتصادی ترقی کے لئے کوشش کرنا چاہتا تھا۔ بھاماس کے گورنر نے اس کو عرب الہند کی اس نوآبادی کے نامزد ترقی یافتہ اقتصادی امکانات کا بہت سا حال بنایا۔ جس کا جوزف چیمبر لین کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ وہ یہ رسیاست والی دینے پر بھی اس کے مزاج میں پرانا کاروباری مادہ بدستور بھٹکا۔ گورنر شہ نے بھاماس کے متعلق بہت سی دلچسپی لی تھی۔ ان حسرتوں میں ایک نئی طرح کا پودا اُٹھنا تھا۔ جس سے عمدہ پیٹ سن کا کام لیا جاسکتا تھا۔ اگر کوئی شخص اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو اس کے لئے ذول میں مالا مال ہو جانا ممکن تھا۔ یوں نوآبادی کی سرمایہ پہلے ہی ان کاموں میں لگا ہوا تھا۔ تاہم ابھی لاکھوں امکانات باقی تھے۔ روپیہ لگانے کا اس سے بہتر ذریعہ مشکل ہی سے نظر آسکتا تھا :

یہ بات بہت پر اثر ہو چکی ہے۔ کہ خاندان چیمبر لین کی مالی حالت تو بہت تیز تھی۔ جوزف چیمبر لین نے اس اشارہ کو غیب سے بہنری کی علامت سمجھا۔ اور اس موقع سے فائدہ اٹھانے کو آمادہ ہو گیا۔ اس نے گورنر سے درخواست کی۔ کہ مجھ کو حسرتیہ بھاماس میں بیس ہزار ایکڑ اراضی کا ٹھیکہ دلایا جاوے۔ آدمی الوالعزم تھا۔ مگر احتیاط اور پیش بینی کا وہ مادہ جو قدیم سے خاندان چیمبر لین کا جوہر رہا ہے۔ اس کے اندر بدرجہ اتم موجود تھا اس

کا فیصلہ ہوا کہ جھبکا اسی صہیرت میں لیا جائیگا کہ حالات ایسے ہی نامدد بخش ہوں۔ جیسے گورنر نے بیان کئے تھے۔ اس موقع پر اس نے ٹھیک وہی بات لی۔ جو اس کے باپ نے اپنے سالے بھائی کے ساتھ شرکت کرنے کے موقع پر کی تھی یعنی اس نے ارادہ کر لیا کہ اپنے بیٹوں کو کھانا اس بھیج دوں گا۔ تاکہ وہ ذاتی طور پر نفع نقصان کے پہلوؤں آنک لیں۔ اگر آسٹن اور نول بھی یقین ہو گیا۔ کہ اس خبر پر وہیں آگئے ہوتے سبیل پر وہ سے دولت کمائی جاسکتی ہے تو کام شروع کر دیا جائیگا۔ غرض دونوں جو ان اس سفر پر روانہ ہوئے باپ نے اس سفر میں کچھ اور فائدے بھی سوچے تھے آسٹن اس لیے اپنے دور سیاست کے لئے بلند معلومات حاصل کر سکیگا۔ اور اس کی سلطنت کی نوآبادیوں کے حالات بہت کم دیکھے نامدد مل جائیگا اور نول اس کے بعد وہاں رہ کر کام کو مکمل کر سکیگا۔ یعنی کاشت سے نامدد حاصل کرنے کا عمل جاری رکھیں گے۔ اپنے ایک دوست کے نام خط لکھتے ہوئے جوزف چیمبر لین نے تحریر کیا تھا :-

”میں اس کام کو صرف اسی صورت میں ہاتھ میں لینا منظور کر دوں گا۔ کہ اس سے معقول نامدد حاصل کیا جاسکتا ہو۔“

غرض سب تیار ہو کر مکمل کی گئی۔ اور یہ لوگ ایک چھوٹے سے بادبانی جہاز پر سوار ہو کر بحیرہ کا طوفان کرنے چلے۔ لیکن موسم طوفانی اور حالات سفر ہمیشہ ثابت ہوئے۔ جہاز ٹھٹ گیا۔ دونوں بھائی کسی سمندری بیماری کا شکار ہو گئے۔ ایک ملاح مریض طوفان کی لپیٹ میں آ کر پانی میں

بھگیا۔ اس پر شور و تلاطم میں ان کی ٹوٹی ہوئی کشتی۔ جھپٹی۔ لہروں سے ٹکراتی۔
 گردابوں سے ٹکڑے ٹکڑے لکھائی شور انگیز موجوں کا قصہ سمجھتی بے مدد
 چلی جاتی تھی۔ دریائی بہیب وسعت۔ موجوں کی ڈراونی جھلا لگیں۔ پانی کی
 پُرشور صدا۔ اس پر ہر لہر تک تاریکی چاروں طرف چھائی ہوئی۔ اس طوفان
 بلاخیز اور ورطہ آفت انگیز میں جیکبانی کی ہر ایک مگر داعی اجل اور موت کا
 ہر ایک تھپیڑ ارتضا کا ناقص بنا ہوا تھا۔ وہ نو بھائی ایک ننگ کیبن کے اندر
 بٹھتے ہوئے پڑے تھے۔ پانی رس رس کر اندر چلا آتا تھا کیبن کیست کا دیباہ
 آگے آگیا۔ کسی نہ کسی طرح یہ لوگ ساحل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو
 گئے۔ انہوں نے خشکی پر اتر کر کچھ تو معلوم ہو کر انڈیوس کا جزیرہ کمپش مایک
 سویل لمبا اور چالیں میل چڑھا ہے۔ انہوں نے پیداوار کے لحاظ سے اس
 کی جانچ کی۔ تو گورنر کے بیان کے وہ الفاظ فصیح معلوم ہوئے۔ اُس نے کسی طرح
 کی مبالغہ آرائی نہ کی تھی۔ حالات واقعی امید افزا تھے۔ اس بات کا پختہ
 ارادہ کر کے کیا پ سے ٹھیکہ لینے کی سفارش کریں گے وہ برہم واپس ہوئے
 گھر میں باہمی مشورہ کے بعد بیٹھا کیا گیا۔ کہ ابتدائی کام شروع کر دیا جائے
 اور سربو اینڈیوس میں کاشت کا جو عظیم تجربہ عمل میں لایا جائے والا تھا
 اس کا فرض نبول کے ذمہ ڈالا جائے۔ اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل
 ہے کہ یہ لوگ جو کام کرنے لگے۔ وہ اُن کے لئے نیا اور عجیب تھا۔ اس
 خاندان کے آدمی درجہ اوسط کے کارکن اور درجہ اوسط ہی کا رہا رہا
 آدمی ثابت ہو چکے تھے۔ لیکن اب جو کام وہ کرنے لگے وہ بالکل نئی طرح

کامیاب یورپ کے وٹہ مہندس کے دورہ ایک ایسا اقتصاد کی خبر یہ
 اس کا حال ان کو پہلے سے بہت معلوم تھا۔ مگر اس میں نفع کے لالچ و
 منکانات تھے۔ نیز ان کی رعیت کو محدود ہی۔ تب یہ تو چاہتے
 باطن نہایت۔

اس کے سال ۱۸۰۱ء کو یورپ کی جنگ کریمیا جیت ہوئی اور سلطان
 عبدالحمید وزیر اس ۱۸۰۹ء سال کی عمر میں یونانی جہاز پر سوار ہو کر اس مطلب
 کے لئے جزیرہ آجیہا پہنچے اور آستنی کا آب باہل میں نہایت
 نکالا جاتے یعنی وہ زمین پر زمین پر بیٹھ کر نفع غلط فہمی کی کوشش کریں
 لوگوں کو جیتنا اس بات کا خاکہ کہ ۲۰ سے پہلے نیل حبیبہ امین اسی
 عمر میں بھی یونانی جہاز پر سوار نہ ہوا تھا۔ لیکن اب اس نے گھنڈھکھ کے
 حوض میں سب تیار ہاٹھل کر لیا۔ اس سے پہلے لوگوں کو بھول حبیبہ امین کے
 مسئلہ اسی نسبت سے حل ہوئے کہ وہ رومان سے حالی سادہ مزاج
 تھا۔ لیکن جب یہ عالم تھا اس میں سے نہ جہاں میں ہوتا تھا۔ لیکن
 اس کا نفع کی باتیں نہ تھیں۔ لیکن اس کا نفع کی باتیں نہ تھیں۔ لیکن
 اس کا نفع کی باتیں نہ تھیں۔ لیکن اس کا نفع کی باتیں نہ تھیں۔ لیکن
 اس کا نفع کی باتیں نہ تھیں۔ لیکن اس کا نفع کی باتیں نہ تھیں۔ لیکن

نیوی کی خبر یہ ۱۸۰۲ء سال کی عمر میں وزیر جہاں میں گیا۔ تو اسی د
 اس دہائی خبر یہ ۱۸۰۲ء سال کی عمر میں گیا۔ تو اس واقعہ کی تہ
 میں بھی اتنا ہی کج سبب اٹھا۔ اور ایسی ہی خود ساختہ کام کرتی تھی۔

جلیبی اس موقعہ پر ظاہر ہوئی۔ جب برطانیہ کے کہیں سال وزیر اعظم نے ۶۹ برس کی عمر میں پہلی مرتبہ جرمنی آب پر وار کیا۔ نہ کہ فیصلہ کیا۔ ہمیں غور سے دیکھئے۔ اس سوال پر غور کرنا چاہئے کہ جب باب کے حکم سے نیول جمیری لین غرب البند چلتے اور اپنی زندگی کے سات سال جزیرہ اینڈرمنس بند میں رہے تو آئندہ ہوا تو درحقیقت جو کام اس نے اپنے نوٹہ لیا وہ کتنی غیر معمولی آہستہ رہے والا تھا۔ ایک خیر آباد بخش میں چھ ہزار ایکڑ زمین کا قطعہ زمین اس کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور اس کو حکم دیا گیا کہ اس کو ایک زر خیزہ علاقہ میں تبدیل کر کے سیریل کا پورا علاقہ بنائے اس کی بیدار اولو اتنا فائدہ مست اور نفع بخش بنائے کہ بے شمار دولت ہاتھ آئے۔ مزید اسی یہ ہے کہ اس کام کے شروع کرنے سے پہلے اس نے زندگی کی اس شرح میں کچھ بھی نہ کیا تھا۔ اس کی زندگی کے کچھ سال ایک سرکاری مدرسہ میں تعلیم دیتے ہوئے گزرے۔ دو سال اس نے صنعت و حریت کی نظر حاصل کی تھی۔ چھ مہینہ بیٹے ہوئے کی ایک سرکاری میں تمام سب کام سیکھا تھا۔ اس سے باوجود اس نے دنیا کا کوئی حال معلوم نہ تھا۔ ورنہ اپنی دور رسیت وہ ملکوں اور نہ جانی ہوئی سر زمینوں کے بارے میں کیا غلط تھے۔ جو کہ وہ اس سے مشیر بنے ایسا کے ناظر سے رو بہ احتیاط لڑکے تھے تاہم وہ وہاں میں اتنا مشورہ نہیں فرماتے کہ جس کی تفصیل تحتِ شرح بیان نہیں کر سکتے کہ اس کی حالت کوئی تفریق کے طور پر مصر کا سفر کرنا اور بات ہے اور اب دو مہینہ

میں مضر صحت حالات میں ایک لمبے عرصہ کے لئے قیام پذیر ہونا بالکل ہی دوسری۔ اور یہ بھی اس حالت میں کہ جزیرہ اینڈوس کے طول و عرض میں نیرل چیمبر لین کے علاوہ صرف ایک انگریز رہتا تھا۔ اور وہ بھی اس جزیرہ کے اندر پیدا ہوا تھا :

اس کے کئی سال بعد نیرل چیمبر لین نے ایک موقع پر کہا تھا۔ کہ میں نے اپنی عمر کے جو سات سال منطقہ حارہ میں بسر کئے وہ درحقیقت لالٹکان گئے۔ ظاہری کامیابی کے پہلو سے دیکھا جائے تو یہ بیان درست سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن غور میں نظریں ابھی طرح دیکھ سکتی ہیں کہ یہی وہ مقام تھا۔ جس میں رہ کر اس شخص نے جسے نہ سنا آئینہ کا کامیاب مدبّر بننا تھا۔ وہ روحانی قوت اور جسمانی طاقت برداشت حاصل کی جو اس جلیل القدر عہدہ کے فرائض کے لئے ضروری اور لازمی تھی۔

نیرل چیمبر لین کو جزیرہ اینڈوس میں وارد ہوئے صرف چند ماہ کا عرصہ گزرا تھا۔ کہ وہ اور گورے آدمی اس کے پاس جا پہنچے۔ لیکن سچ بڑے چھتے تو اس غریب آباد مقام پر جو بالکل ہی پست و خوار حالات میں پڑا تھا نئی دنیا بسائے کا فرض زیادہ تر نوجوان چیمبر لین کے حصے میں ہی آیا۔ جب وہ اس جگہ پہنچا تو رہنے کے لئے گھر تک موجود نہ تھا۔ حتیٰ کہ اس کو ایک حبشی کی جھونپڑی میں پناہ گیر ہونا پڑا۔ اس میں شک نہیں کہ جزیرہ کے باشندگان کا سلوک ہر لحاظ سے دوستانہ تھا۔ لیکن تہذیب و تمدن کے اعتبار سے وہ آگے باقی دنیا سے سیکڑوں کیا ہزار ہا سال

بیچھے تھے اُن لوگوں نے کبھی آتشیں اسلحہ تک نہ دیکھے تھے۔ اُن کی زندگی سخت جدوجہد کی زندگی تھی۔ تیرکمان کی مدد سے شکار مار کر لائے اور بے شمار فرضی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اس جزیرہ میں رہتے ہوئے صرف دو کام یہ لوگ کرتے تھے۔ پیٹ بھرنے کو شکار مار کر لانا یا ذریعہ معاش کے طور پر سمندر کی تہ سے اسفنج نکال کر جمع کرنا۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسے پس افتاد جزیرہ کے باشندوں کو باقاعدہ کام کا خوگر بنانا۔ اور اُن کو کئی کئی طریقوں پر مصروف رہنے کی عادت ڈالنا سخت ہی دشوار عمل تھا۔ لیکن نوجوان جیمز لین کو اُن لوگوں سے کام لینے کا بڑھنگ خوب آتا تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ اُن سادہ لوح باشندوں کو اپنے آپ سے ایسا مانوس کر لیا کہ وہ اپنا ہر ایک فکر طلب معاملہ لے کر اس کے پاس دوڑے دوڑے آتے تھے۔ جب وہ بیمار ہوتے تو یہی اُن کا ڈاکٹر بنتے۔ جتنے کہ اُن لوگوں کو چنتہ یقین ہونے لگا۔ کہ یہ گورا کوئی دنیا کا ہر کام بڑی آسانی سے کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنی نا تجربہ کاری کی وجہ سے دو ایسے جو وہ اُن لوگوں کے لئے تجویز کرتا تھا۔ چند اُن کا گمراہ ہوتی تھیں۔ تو بھی اُن کے دلوں میں کچھ ایسا گہرا اعتماد اس پر ہو گیا۔ کہ وہ نیول کے اعباز کا مالک کہنے لگے۔

لیکن سچ پوچھے تو جزیرہ کے ایسی باشندوں کا انتظام کرنا اُن کو اپنے زیر ہدایت رکھنا اور اُن سے کام لینا۔ یہ اُن شہزادوں کا ایک حصہ تھا۔ جو نیول کے ذمہ عاید ہوتے تھے۔ ضرورت اس بات کی بھی تھی۔ کہ جنگل میں

میں لٹکیں تیار کر لائی جائیں۔ اور بڑی بڑی مٹینیں لاکر اس جگہ کی پیداوار کو قابل استعمال بنایا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ جنگل کاٹنے کا کام درپیش تھا۔ نئی نئی مشکلات حاصل ہونی بہتی فٹیں۔ جیسا پتھر لی پٹنائیں کی موجودگی کے باعث سڑکوں کی تیاری میں روکا دھیں رہی۔ اہوتی فٹیں۔ ان کو دور کرنے کے لئے آتش گیر مادوں سے کام لینا پڑا۔ حالانکہ جیسا یول نے بعد ازاں بیان کیا اُسے آتش گیر مادہ کے استعمال کا ذرا بھی علم اور تجربہ نہ تھا۔

روزہ رفتہ رفتہ اس جزیرہ کے اصلی باشندوں کو جو پیشتر صرف مچھلیاں کیٹنے اور نسے رکھنا کرتے تھے۔ باتا عدد کام کرنے والے مزدور بنایا گیا۔ ان کو تنخواہ ملنے شروع ہوئی۔ اور اب چونکہ انہیں شکار کھیلنے کی مہلت نہ ملتی تھی۔ اس لئے مزدور ہی ہوئے۔ کہ یہ اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے سلاں خوراک مل لیں۔ مگ لیں کہاں سے؟ اس میں ان جزیرہ میں نام تک کو کوئی دکان موجود نہ تھی۔ یول نے اس سوال پر بہت عرصہ غور کرتے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اس نے خود ہی ایک دکان تھول دی۔ اور اس میں روزانہ ضرورت کی چیزیں باہر سے لے کر رکھنی شروع کر دیں۔ اور خود دکان میں کھڑا ہو کر وہ جیسے ہی جزیرہ کے باشندوں کے ہاتھ چمکے۔ ان کا نام ملے جو سخت محنت اور پریشانی یول جیسے لیں کو برداشت کرنے پر تھے۔ یہ چیزیں سڑک پر چھوڑنا بھی معلوم ہوا ہے کہ خاندان سمیرین کے آدمیوں میں حاصل شدہ پرغیر معمولی دولت برہنہ تھی۔ ان کے ہاں ان کے ہاں میٹھری مشکلات کے باوجود نہ گھبراہ۔ ان دنوں جو خطوط وہ لکھ کر نامکھ

اُن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اُس نے کبھی خود ستانی کی نہ لاف و گزاف سے کام لیا۔ لہٰذا اُن کے مضمون سے یہ بات ہی ہر وقت ہے کہ اس جگہ پہلے ہونے والے کئی منتقن کرنی پڑتی تھی۔ ذیل کا اقتباس مستحقِ نوٹ اور خواہش ہے سمجھا جاسکتا ہے :-

”میں سیر برے چار بجے اٹھتا ہوں اور چائے کی ایک پیالی پی کر اس مقام پر جہاں کام ہوتا ہے سربراہ پولیس میں پیدل چل کر جاتا ہوں۔ اس جگہ چلنے کی کٹالی اور درستی کی نگہانی کرنی پڑتی ہے۔ کبھی جیل میں سٹوڈنٹ ہاؤس میں لے کر خود بھی اس کام کو کرنے لگ جاتا ہوں۔ وہیں میرا وہ پہرہ بکھڑا مجھ کو مینی دیا جاتا ہے۔ چار بجے پہنچ جاتے ہیں جاتا ہوں۔ لیکن اس کے بعد جب رات ہونے لگتی ہے تو لاکھوں چھڑوں کی وجہ سے زندگی ناقابلِ برداشت ہونے لگتی ہے۔ اُن کو ڈر رکھنے کے لئے کھیل کر زین پر لٹاؤ بٹلے پڑے ہیں۔ آخر کوئی آنکھ نہ کھلے کے قریب میں پہن کر سو جاتا ہوں۔“

جس ہندو تہذیب و تمدن کے دائرہ سے خارج ہو، فنکار و سرزمین میں نوجوان نسل کے لئے دن بھر کا کام اور رات کے چھ گھنٹہ کے درمیان پرانا فنکار کیونکہ اس وقت چھڑوں کی کثرت انہی شہید ہو جاتی تھی کہ لوہے کے ہارنگٹن غیر ممکن ہوتا تھا مگر اب کم و بیش ڈیڑھ ماہ تک ایک جھنڈی کے ساتھ ساتھ نہ ٹھیک جھپٹ ہی ہیں۔ رخصت کے بعد وہ اس قابل ہو کر تھا کہ ایک علیحدہ مکان میں رہ سکے جس میں اس کے علاوہ اس کا میٹھر نوز اور ”ایسی مزدور سکونت رکھتے تھے۔ اس مکان کا سب سے دلکش حصہ اس کا برآمدہ تھا۔ جن میں وہ آرام

واطمینان کے ساتھ بیٹھ کر شیکسپیر کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ شریلیکھ مچھر اس
 کی اجازت دیں۔ شیکسپیر کے ڈراموں کے مطالعہ کا شوق اس کو اول سے
 آخر تک ہمیشہ رہا ہے۔ اگرچہ اس جگہ رہتے ہوئے اس نے اپنے پاس
 کچھ اور کتابیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ مادل اور فساد کی کتابوں سے اسکو کبھی خاص دلچسپی
 نہیں ہوئی۔ علوم طبی کی جائزہ نہیں دیا۔ تین اکیس من بھلا منہوں میں وہ ڈالون کی تصانیف اکثر
 پڑھا کرتا تھا۔ لیکن گاہ بگاہ تاریخی کتابیں اور شاہیہ کے تاریخ نگار بھی اس کے مطالعہ سے گذرتے رہتے تھے
 اس کے سوا جزیرہ اینڈرسن میں اس کے لئے تفریح کا اور کوئی
 سامان نہ تھا۔ لیکن منظر فطرت کا دلدادہ ہونے کی وجہ سے یول جہیلین
 اس تنہا مقام میں بھی اپنے لئے دلچسپی کے نئی سامان پیدا کر لیتا تھا۔
 اوقاتِ فرصت میں وہ اکثر ٹیلوں کے پیچھے بھاگتا چھوڑتا تھا۔ جناحہ اُن
 کے نادروں یا بابِ نوئے اس نے جزیرہ میں نہ کر فراہم کئے۔ انہی ابام میں اس
 نے فوٹو گرافی کا فن شوقیہ سیکھا اور وہ ہمیشہ اس کی مشق کرتا رہا ہے۔ ظاہر
 ہے کہ اس دوبرائے میں رہتے ہوئے اس کو کھانے پینے کی معمولی چیزیں دل پر
 ہی کفایت کرنی پڑتی تھی۔ آبِ بڑی جھن گھر میں باورجن کا کام کرتی تھی۔
 اور اس کا پکا یا ٹھکا کھانا، بیل اور اس کے ساتھیوں کے کام آتا تھا۔ لیکن
 اگر اس کو عمدہ عمدہ کھانے پینے بھی ہو سکتے تو شاید وہ اُن کی زیادہ پروانہ
 کرتا۔ کیونکہ اس نے جلدی ہی یہ بات معلوم کر لی تھی۔ کہ اس گرم آب و ہوا میں
 رہتے ہوئے صحت جسمانی قائم رکھنا اسبطرح ممکن ہو سکتا ہے کہ سادہ
 اور قدرتی طریق پر زندگی بسر کی جائے۔ اس کی خود صنعتی کا یہ عالم تھا۔ کہ اس

جگہ رہتے ہوئے اس نے شراب پینا ترک کر دیا حالانکہ گدی قوموں کے کئی آدمی ایسی حالتوں میں اس کے اور زیادہ عادی ہو جاتے ہیں :

اس میں شک نہیں کہ بولی اس ذراشتادہ سرزمین میں ہمیشہ اپنی زندگی غیر معمولی احتیاط کے ساتھ بسر کرتا رہا۔ تبین پھر بھی باپ کو ہمیشہ اس کی صحت کا خیال نگاہ رہنا تھا۔ غور کر کے دیکھا جائے تو اتنی مدت تک اس جہنمی سرزمین میں رہنے سے کوئی خاص مضرت بھی بول جیبرلین پر نہیں پڑا۔ اس کے برعکس اس جگہ رہتے ہوئے اُس نے وہ غیر معمولی بدنی توانائی حاصل کی جو سینیں سابقہ میں جیکہ اس کو کئی طرح کی پرغیب حالتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس کے لئے کارآمد ثابت ہوئی۔ صرف دو بیماریاں اس کو گاہ بگاہ ستاتی رہتی تھیں۔ ایک مرض فقرس کا وعدہ جو کبھی کبھی ہینا بے یار کام کی تکلیف ان دو باتوں سے قطع نظر ۷۰ سال کی عمر میں بھی اس کی صحت ہر طرح اچھی ہے۔ ۱۹۳۱ء میں جب اس کو امن یورپ قائم رکھنے کے لئے بہت کچھ بھاگ دوڑ کرنی پڑی تھی تو دنیا اس کی بہت اشد ذلت برداشت کو دیکھ کر رنگ رہ گئی :

جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے بھاس کی سکونت کا ہفت سالہ عرصہ جلا وطنی کا عرصہ نہیں تھا۔ جب گرمی کا موسم زوروں پر ہوتا اور ٹھہروں کے کاٹے پاگرمی دانوں کی جھلکھلاہٹ سے جان عذاب میں آجاتی۔ تو وہ تین ماہ کا عرصہ بطور تعطیل بسر کرنے اپنے وطن میں چلا آنا تھا۔ اور اس جگہ گھر میں رہتے ہوئے اس کے وہ دن غیر معمولی خوشی و خوبی میں بسر ہوتے تھے۔ ان

ایام میں اس کا باب پھر عمدہ وزارت پر متکفل ہو چکا تھا۔ نیول کی مشروع سے یہ عادت رہی ہے کہ اجنبی لوگوں سے بہت کم ملتا۔ اور دور دراز رہنا ہے۔ اس لئے بھاماس میں گو اس کا میل جول بہت کم لوگوں کے ساتھ ہونا تھا تاہم گھر میں آکر وہ خوب چمکنا اور ہر قسم کی تفریبات میں متواہل حصہ لیا کرتا تھا۔ موسیقی کا اس کو ہمیشہ سے شوق رہا تھا۔ اس نے جتنی ضرورتوں سے بھی کئی طرح کے گیت سیکھے تھے۔ جنہیں وہ گھر والوں کو شوق سے سنایا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ انہیں اپنی بھاماس کی زندگی کے حالات بھی سناتا رہتا تھا۔ ایسے موقعوں پر اس کی باتیں اپنے اندر ہنس اور مزاح کا لطیف انزاس ہوتی تھیں۔ اور لوگ اس کی گفتگو مسٹر مشعل سے ملنی ضبط کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ نیول جیمہ لین جو بھاماس میں کام کرتا تھا۔ اس نیول جیمہ لین سے جو گھر پہنچی نئی ٹی کی باتیں لیا کرتا تھا۔ بالکل ہی مخمف تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے سب لوگ اس کی عزت اور تعظیم کرتے تھے۔ تو بھی اس میں اس کے ساتھ یا اس پاس رہنے والوں میں کسی طرح اختلاف نہ ہوتا تھا۔ چونکہ اس کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ کسی سے بے تکلف ہونا نہ نہیں کرتا۔ اس لئے اس کے گھر سے دوست ہنس ہی کم ہیں۔ لیکن اگر کسی سے اس کا رشتہ قاضیت آباد ماربور ہو جائے تو پھر وہ آسانی سے نہیں ڈھٹاتا۔ اور وہ بہترین اور فاعل ترین دوست ثابت ہوتا ہے۔ منظم حارہ میں رہتے ہوئے لوگوں کو عام ادب۔ مثلاً ان کو بھی ڈھیلہ کر دینا۔ پڑا ہوا لیکن نیول جیمہ لین نے کبھی اس کمزوری کو اس نہیں کئے دیا۔ بلکہ ہمیشہ آداب و قواعد کا پابند رہا۔ اگر وہ

کھیت میں اپنے مزدوروں کے ساتھ مل کر نیم برہنہ حالت میں کام بھی کرتا تھا۔
 نیز جب کبھی اس کو جزیرہ کے صدوق نام سناؤ میں لے کر اتفاق ہوتا تو وہ لازمی
 طور پر بہترین اور مکمل ترس لباس میں بلیکس ہو کر جانا تھا۔ اس کی حالت میں شروع
 سے ہی یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جتنی عمر اس کی درحقیقت تھی۔ اس سے زیادہ کا نظر
 آتا تھا۔ اینڈرسن میں رہنے سے اس خصوصیت میں کچھ اور بھی ترقی ہو گئی۔

ہم آپرینیاں کر چکے ہیں۔ کہ نیل جمیر لین نے بیٹہ بہت کم آدمیوں سے
 دوست تانہ رکھا ہے۔ مگر اس قصہ و تخیل میں اباب شخص اس کا چپ زاوہا کی کامین
 جو عمر میں اس سے ۴۴ سال چھوٹا ہے۔ اس کا بہترین دوست رہا ہے۔ اُس کی
 وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ اس نوجوان نے نیل کے مزاج کی پرستیدہ خوبیوں کو پوری
 طرح سمجھ لیا تھا۔ شریخ سے ہی اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ نیل زمانہ آئندہ میں ثروت
 و اقبال حاصل کرے گا۔ وہ اس سے گہری محفیت رکھتا اور اس کی زندگی کو اپنے
 لئے اور سن بنا کر رکھتا تھا۔ یہ شخص نارمن جمیر لین بھی سنا یہ اپنے خاندان کا نام
 خوب روشن کرتا۔ اُردو سیاہات میں حصہ لینے لگتا۔ لیکن اس کا سہارا طبیعت
 اس کو رامن کٹاں مذہب کی طرف لے گیا۔ اور وہاں بھی اس نے خوب نام پایا۔
 نیل جمیر لین کی زندگی میں کئی طرح کے انفکادات ہوئے۔ لیکن جو گہری

درستی اس کے اور نارمن کے مابین قائم ہوئی تھی۔ وہ بدستور رہی۔ بعد ازاں
 جب وہ اس جنگ سے واپس آکر پھر رنگم میں رہنے لگا۔ تو اس کو یہ رکندہ خبر
 پہنچی کہ اس کا چچا زاوہا کی سخت بیمار ہے۔ لیکن کچھ ایسی دھن کی محبت
 نارمن کے دل میں جاگزن تھی۔ کہ بیماری اور کمزوری کے باوجود وہ فوج میں

بھرتی ہو گیا اور بعد ازاں میدان جنگ میں کام آیا۔ مرنے سے پہلے اس نے جو آخری خط لکھا۔ وہ نیول کے نام بھیجا گیا تھا۔

ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ ریڈیو پرفٹ ریکر نے ہوئے گذشتہ ایام میں اس نے زمانہ موجودہ کی جنگ کے ہیئت تک طر بقول کا ذکر بڑے افسوسناک پیرایہ میں کیا تھا۔ امر دافتمہ یہ ہے کہ وہ اپنے جوانی کے دنوں اور دوست نازمن سے مرنے کو آج تک نہیں بھولا۔ اسی وجہ سے اُسے جنگ سے سخت نفرت ہے لیکن ذکر اس کام کا تھا۔ جو نیول چیمبر لین نے جزیرہ اینڈروس میں کیا۔

اس کی عمل میں لائی ہوئی نر نیول کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ اس جزیرہ میں ریڈ سے لاشیں تیار کرادی۔ اگرچہ اس کو کبھی کام میں نہ لایا جاسکا۔ وہ اٹل ہمت اور ناقابل شکست حوصلہ کا آدمی ہے۔ جب تک ذرا سی امید بھی اس کے سینہ میں باقی ہو۔ جدوجہد جاری رکھتا ہے۔ یہی حالت اس کی سہ ماہی میں تھی۔ یہی سہ ماہی اس میں باقی گئی۔

وہ ہر کام کو جس تن نہی اور مکمل طور پر کرنا ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ مسٹر کوں کی تباہی کے نئے نئے طریقے سیکھنے کے لئے کیوبا گیا۔ جب سہ ماہی اس میں جوزف اور اسٹن چیمبر لین اس کے ہمراہ اینڈروس گئے۔ تو اُس نے ان کو کئی چیزیں دکھائیں۔ اس نے اس جزیرہ میں رہ کر کچھ بھی کیا۔ نہایت مکمل پیرایہ میں کیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب یہ نیول چیمبر لین اُسے سفر پر روانہ ہوئے تو اُن کو اس وقت سے بھی زیادہ خطرات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جیسے دونوں جہازوں کو پہلے سفر میں پیش آئے تھے سمندر میں سخت طوفان آ

گیا اور ان تلبیل کی جان اس موقع پر بیچ جانا معجزہ سے کم نہ تھا۔ ورنہ عین ممکن ہے کہ اس آتش انگیزان کے عہد حاضر کے یہ نینب سے بڑے سیاست دان مسدہ کی ہی مذہب ہو جاتے۔

یہ بات صحیح ہے پر اس زمانے میں معلوم کرنا بہت مشکل تھا کہ کاشت کا جو تجربہ اس جزیرہ میں شروع کیا گیا ہے کامیاب ہوگا یا نہیں۔ سیل کا پودا پانچ سال میں یک کر تیار ہوتا ہے اور اتنے عرصہ کے بعد ہی یہ بات جانی جاسکتی ہے کہ اس سے کس تک فائدہ حاصل ہوگا۔ اپنی طرف سے ہر ممکن تیاری عمل میں لائی گئی تھی۔ لیکن قدرت کے ہمدردوں کو کب کسی نے جانا ہے؟ آخر پانچ سال کی لگا تا محنتِ شانہ کے بعد یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ جو کچھ کہا گیا مقصود بیکار رہنا۔ کسی نامعلوم وجہ سے پودوں کی بالیدگی ترک گئی اور پھینٹوں پر غزال کا سا اثر پیدا ہونے لگا۔ ہر طرح پہلا ہٹ اور بڑی مزدگی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ اس حوصلہ فرسائندگی کی صحیح وجہ کسی کو بھی معلوم نہ تھی۔ ممکن ہے مٹی کی تاثیر ہو یا کسی خاص بیماری کا اثر۔ لیکن صحیح وجہ کچھ ہی کہوں نہ ہو۔ چند ہفتے پہلے چاہے اس حالت کو دیکھتے رہنے کے بعد انجام کار بدول کو سارا حال گھڑا والی پر ظاہر کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

اس کامیابی خواہش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ اس سمت ممکن حقیقت کو باپ سے چھپائے رکھے خصوصاً اس لئے کہ جوزف چیمبرلین ان دنوں چند وجہ سیاسی کھینچوں میں پھنسا ہوا تھا۔ لیکن بات چھپائے نہ چھپ سکی تھی۔ آخر کار اس نے سارا حال ایک خط میں اپنے بھائی آسٹن کے

اب کوئی کام باقی نہ رہا تھا۔ کہیں وہ اس کے لیے بھی دو سال اس جگہ
 ٹھہرا رہا۔ سوال پیدا ہوا کہ کہیں وہ اس کی وجہ خندانہ نہیں
 کی میرٹ انگریز تھقل مزاجی کے ساتھ یہ جوتی پہنتے۔ اس نے وہاں
 کے لوگوں کا ہینہ سے یہ دستور رکھا تھا کہ وہاں میں بیوی اس کے
 آسانی سے حبوڑنا منظور نہ کرتے تھے۔ انظر ہیں ایسا وہم اور حسنی
 کو تیسری مرتبہ پرواز لگاتے وقت بیوی جیبرین کے اپنے شہاب کا
 یہ مغلوہ کس حصہ امتزایہ میں دوم آیا تھا۔

اگر آدمی ایک بار کوشش کرے گا کہ وہ تازم ہے کہ بھری
 کوشش کرے پھر کوشش کرے گا

پہلے خیال میں ایک اور وجہ نامی کی وجہ غلامت سے
 بعد اس تجربہ کو جاری رکھنے کی یہ بھی تھی کہ بڑھ چھ لہجہ دنیا کے
 رہبر و اپنی ناکامی کی وہ استغنا ظاہر کرتے ہوئے چاہتا تھا۔ وہ ان ایام
 میں وہ ہوا باویستا تھا اور تقسیم ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ راست
 نئی ہرگز رہا تھا کہ وہ تازم و اپنی کی انتظامی ترقی کے لئے استغنا
 کوشش کرتا رہا۔ اس نے اپنے تازم و اپنی کی انتظامی ترقی کے لئے استغنا
 طور پر اس میں اپنے تازم و اپنی کی انتظامی ترقی کے لئے استغنا
 ان ایام میں اس نے ایک اور تجربہ کیا۔ اس نے اپنے تازم و اپنی کی
 کے باوجود اس نے وہ تجربہ نہ کر سکا۔ اس میں اس نے اپنے تازم و اپنی کی
 جاری رکھا تھا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اب اس پر جو یہ صرف کیا جا

رہا ہے و دلا حاصل اور رانگان جائیگا۔ آخر عظیم جد و جہد کے بعد ۱۹۴۷ء
 میں جب کامیابی کی کوئی تعبیر سی صورت بھی ممکن نہ رہی تو خیر حیدر علی
 کو مجبوراً اس کام سے دست بردار ہونا پڑا۔ اینڈروس کے حبز زیرہ میں
 خوشحالی کا جو خواب اس نے دیکھا تھا باطل ثابت ہوا اور کم و بیش
 پچاس ہزار پونڈ ضائع کرنے کے بعد اس نے انجام کار قبول کر واپس بلایا

باب ۴

عہدِ حاضرہ کے واقعات

اس ناکامیابی کے بعد بنو اجمیر پہلے چھ ایکڑ سرزمین پر شہر بنایا اور
 ہو گیا۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ان مایوس کن حالات کی وجہ سے وہ
 کام کرنے کی طاقت یا زبردست قوت راوی میں کچھ سرفراز ہوئے۔
 اس کے برعکس اس نے ان کے پیشینہ آمد حالات میں کئی کمزوریوں
 پر توجہ دینی کا فرض اور بھی زیادہ ہر لمحہ کے لئے اس کے لئے آج
 تک اس میں سنا۔ نہیں کہ جو یہ وہاں میں تو کچھ ہوا اس کے لئے وہاں
 سے یہ اس پر کھلا اثر ڈالا تھا۔ تو یہ یہ وہاں کہ اس نے اپنے تمام
 میں کو ناہی کی یا غفلت شعاری سے کام لیا۔ لیکن وہ جو اس ناکامی
 کے لئے بہت سے اپنے آپ کو برا بھلا کہتا ہے۔

کسی تنہائی کی زندگی کے بعد اس کی طرز معاشرت میں فرق ہو گیا تھا اور گو
سورسائی کے تغیرات و تبدل میں حصہ لینے کا خاص شوق نہ رکھتا تھا تو بھی
اس کو بدلے ہوئے حالات کے مطابق پرانے اصولوں کو ختم کرنا پڑا۔
اب وہ کبھی کبھی تھوڑی سی شراب پی لیتا تھا اور اگر اس کو تنہائی کی کمی سے غماص
لگتا تو نہیں رہتا تاہم انسانی فرصت میں وہ ایک آدھ گھنٹہ کے کرچریشن پر
بیٹا کر لکھتا۔ بعد ازاں اس نے سگار کے ساتھ ساتھ پائپ بھی پی جانے کی عادت
بھی اختیار کر لی۔

نیول جمیٹ لین کا بزرگ نام کی فکر کہ اس سے آج کل تعلق نہ رہا جس پر اس نے
چھ اوکھینوں نے بھی اس کو اپنا ڈاکٹر منتخب کر لیا۔ ان سب کاموں کی بدولت
گو وہ کوئی غنیمت عمومی دولت جمع نہ کر سکا تاہم اس کی ان حالات، سہولتیں شروع
ہو گئی۔ آمدنی میں معتد بہ اضافہ ہونے پر پائپ پائپ لین بانی نہ رہا۔

ہمارے لئے یہ دیکھنا یہ سمجھنا کہ اس سے فانی نہیں ہو سکتا کہ اس دستور
آہستگی کے ساتھ اور کتنے نامل کے بعد نیول جمیٹ لین نے پتہ رسد معاملات
پر توجہ دینی شروع کی۔ اپنے آپ اور بھائی کے پاس خاطر سے وہ دیر تک
وڈلیب ڈبلیو پینٹ ایسوسی ایشن میں رہا۔ اور بعد ازاں اس نے
کامیونڈ اسٹریٹری بنا۔ امپیریل ٹریڈ کمپنی کے نام سے ایک وڈلیب فاسٹ
تھی۔ جو اس کے والد جوزف جمیٹ لین کی شہسوار۔ کھانا پکانے کی کامیونڈ
کیا کرتی تھی نیول اس کے کاموں میں بھی حصہ لینے لگا۔ ان سب چیزوں کے ذریعہ
اور اسی شہم کے دوسرے کام اس نے اور یہ جو کہنے لگو پر اپنے نو مسلم لے گئے

یعنی اس لئے کہ باپ کی خواہش یہ تھی۔ ورنہ اس کو بتانہ ان امور کے لئے خاص
 دیکھی دیتی تھی۔ حالات سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا مقصد یہ ہے ہٹا کر
 پھانتا ہے۔ وہ ہمیشہ اس قسم کا راستہ اختیار کرتا تھا۔ جو اس راہ سے مقصود
 نہ ہو جس پر اس کا باپ اور بھائی چل رہے تھے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کی
 صحیح کیا کیا تھی۔ لیکن وہ اپنے قدرتی حجاب اور کتے کیلئے پن کی وجہ سے
 اس قدر زیادہ غلط طور پر ہے آپ کو اس قابل ہی نہ سمجھتا جو یا اس کی وجہ یہ
 ہو کہ اس کو بخیر معلوم تھا۔ باپ اپنے بڑے بیٹے آسٹن کو میدان سیاست میں
 اپنے بیٹے نہیں بنانا چاہتا ہے اور اس کی وہی خواہش ہے کہ وہ یعنی نول ایک
 خواص کا رہا رہی آدمی رہے۔

یہ آئندہ کار جب وہ امور سیاست میں حصہ لینے لگا۔ تو بھی اس
 کا بوجھ سیاست کے لئے کوئی طبعی ٹکاؤ نہ تھا۔ بلکہ اس کو محض سوشل
 تعلقات کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ نول حمید لین کے
 مخالف اکثر اس بنا پر اس کے خلاف چومیں کیا کرتے تھے کہ وہ ایک خاص
 تہذیب کے اغراض و مقاصد کے حامی ہے اور وہ جتنی بڑی سوچنا اور جو
 تیار پیر میں طمانست۔ ان کی نہیں یہی بات کام کرتی ہے کہ سرمایہ دار
 بنسٹرا رہے۔ لیکن اگر ہم نول حمید لین کے تہذیبی ماضی پر ایک نظر بازگشت
 ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اس نے پہلے معاملات میں صرف اس لئے حصہ
 لینا شروع کیا تھا کہ ان کو نول کی امداد کرے۔ جو اس سے اپنا دشمن تصور
 کرتے۔ یہی منہ زوروں کی ہے۔

جس آدمی نے حق پر تو تقریر میں کبھی اپنا ذکر نہیں کیا نہ ذاتی معاملات کو کبھی روشنی میں لانے کی کوشش کی ہے۔ وہ بھی اپنی ایک نقس پر جس ذیل الفاظ کہنے پر مجبور ہوا :-

والد کی مثال زندگی میں ایک ارباب ایسی تھی جس نے غم و شہ باب میں میرے دل پر گہرا اثر ڈالا اور جس کو میں نے اس زمانہ کے بعد کہ بہک معاملات میں حصہ لینے لگا۔ اکثر پیش نظر رکھا ہے۔ یہاں سے یہ بات ہمیشہ نوٹ کی ہے کہ والد کو مزدور ہمیشہ لوگوں سے گہری ہمدردی تھی۔ اور ہمیشہ ان کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کوشش کرتے رہتے تھے لیکن اس مثال کو دیکھ کر میرے دل میں بھی یہ مشفق پیدا ہوا کہ مزدوروں کے لئے جو بہبود کے لئے کوشش کروں اور انہیں اس غارت خانے سے نکال دوں کہ وہ زندگی سے بہتہ حظ حاصل کر سکیں ۞

شروع میں میرا خیال تھا کہ میں یہ خدمت بہت شہ کی میں نہیں کے شروع سے ہی بجا لا سکتا ہوں لیکن جب پھر ازالہ میں نے قوی مہارت کے میدان میں قدم رکھنے کا فیصلہ کیا۔ تو یہ خیال اس وقت بھی ہر وقت مجھ کو دبا گیا اور میں نے ابھی اس حقیقت کو فراموش نہ کیا۔

شروع سے ہی میرا یہ خیال رہا ہے کہ نام پورا کیا گیا کہ اسے اب ساری کہانی غم و رنج کی مصائبیں ڈر کر لے لے ان کے لئے جس نے اسے ہوشیار کھولنے میں مضحکہ نفرت جات مہیا کرنے۔ بدحوالی اور بیچاریوں کی ہمدردی جاری رکھنے اور نوجوانوں کی ذہنی اور جسمانی ترقی میں اس نے میں صرف

ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ اس قسمی دولت کو آلات و ضرب کی تباہی میں ضائع کیا جائے۔ جو لوگ ایہ ماکرتے ہیں۔ میں ان کے عمل کو سخت ہی قابل نفرت خیال کرتا ہوں۔

یہ مادہ الفاظ نبول چیمیر لین کی ساری سیاسی زندگی میں کلید کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ نہایت جلی الفاظ نہیں بلکہ اس کی زندگی کا مطیع نظر ہیں۔ یہی بات اس کی زندگی میں۔ واقعات سے ہمیشہ بات ہوتی رہی ہے۔ یہ اس نے جو حکم کر دیوں گے ہم ان کی بہتر سکونت اور شہر کی صفائی کے لئے اس نے اسی طرح بہتر شہر رکھتے ہیں کہ وہ شہر کے انتظامی معاملات میں حصہ لے کر آوازاں شہر کی شہرت لے کر لے۔ تو اس کو مجبوراً اس طرف آنا پڑا۔ اس نے کئی سوشل سٹیم قائم کیا کہ یہ بتا کر بوائے میں ملندہ۔ لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ سماجی کام کافی نہیں ہے تو آخر میں اس نے برمنگھم کی میونسپلٹی کے انتخاب میں حصہ لینے کا ارادہ کر لیا۔

لیکن اگر برمنگھم کے شہری معاملات میں نبول چیمیر لین کی شرکت کی ابتدا ہو تو یہ بھی عجیب نہیں۔ تو نبول چیمیر لین کے پوتہ شہر پر ایک اور اثر اس کی خدمات پر کام کر رہا تھا۔ وہ بیان آگے چل کر بیان کیا جاتا ہے

جب اس کے بھائی آسٹن کی شادی ہوئی۔ تو اس کی ملاقات میجر کول آہنہائی کی دوست راجی کول سے ہو گئی تھی۔ جو آدھی انگریز اور آدھی آئرش خاتون تھی۔ دونوں کے تعلقات سنہ رفتہ رفتہ اتنی ترقی کی کہ ہائیک سال بعد ان کی شادی ہو گئی۔ اس زمانہ میں نبول چیمیر لین کی عمر ۲۴ سال کی تھی اور

سب لوگ جانتے ہیں کہ اس سناوی نے اس کی آئینہ نگاری کر سنہ ۱۹۱۷ء
 خوشگوار اثرات ڈالے۔ مسٹر جیمز لینن کو کھیل اور لطف پہنچ گئے، ملازمہ موبی
 س بائٹ سے گہری دلچسپی لیتی تھی۔ پس اس کی موجودگی نہ صرف نوبل جیمز لینن
 کی سیاسی پیش قدمی کی محک بن گئی بلکہ یہ موقع پر اس کی سوانح نگاری کی بعض
 لوگوں کا نوہاں تاب خیز ہے کہ وزیر اعظم کے منہ سے نکلی ہوئی بے نام
 باتیں و حقیقتات انہی خیالات کا نتیجہ ہوتی ہیں جو رانی یوتی کے ذہن
 میں پیدا ہوئے۔ ظاہر ہے کہ ایسے بیانات کی تصدیق کا کوئی ذریعہ تھا۔ سے
 اس موجود نہیں۔ نوبی ایک بات پورے یقین کے ساتھ کہی ہوئی تھی یہ
 نتیجہ کہ بری کی ادا ادوا ماننے کے نتیجہ نوبل جیمز لینن کی متحرک سے ہی اس
 نے شہری کونسل کی مہربانی کے امیدوار کی حیثیت میں کھڑا ہونا منظور کیا تھا۔
 اسی طرح بعد ازاں اسی کے زور دینے سے اس نے اپنی توجہ سیاسی معاملات
 کی طرف مبہر ہوئی۔

سنہ ۱۹۱۷ء میں مسٹر جیمز لینن نے پہلے منہ سے یہ بات کہی تھی کہ میرے
 شوہر نے صرف میرے پاس خاطرے میدان سہارے میں نام رکھنا منظور کیا
 ہے۔ اس بارہ میں اس کے الفاظ قابل ذکر ہیں۔

”جب میں نے مسٹر جیمز لینن سے سناوی کی توجہ ایک خاص کام پر
 آؤی تھی۔ اور پالیٹکس کی طرف اس کا دھی توجہ پڑ گیا۔ کچھ شک نہیں کہ
 اگر میں نہ کہتی تو یہ کبھی اس میں نہ آتا۔“
 خود نوبل جیمز لینن نے ان خیالات کی تصدیق کی ہے۔ اپنی

اپنی ایک تقعر بر میں اُس نے بڑے عظیم پیرایہ میں اس امداد کا ذکر کیا
تھا۔ جو اُس اپنے مستقبل کی تیاری میں اپنی جوی سے ملی ہے۔ اور اس
سے ضمناً یہ بھی پایا جاتا ہے کہ دوزخ کے تعلقات کتنے گہرے اور
بست ہیں :

”مری خوں تعبیبی ہے کہ ایک ایسی خاتون کی امداد و کھج کہ حال میں
ہو۔ یہی ہے۔ اس کی نسبت اور ہمدردی نے میری زندگی کا بوجھ ہمیشہ ہلکا
رہا۔ وہ دوسری تمام بچوں کی جتنہ ۱۰۰۰ ہے۔ اور ہی ہے۔ ہر کوئی بھی اس سے
پرست و مدد میں نہ ہو کہ وہ ہر اچھا بندہ اس کے ذریعہ سے ظاہر ہوا ہے جب
کبھی ہمدردی ہوئی تو اس کا زمانہ گئی ہیں تاہم یہی محسوس ہوئی۔ تو اس کو بوجھ سے
بروز کرتی رہی۔ جب مجھے اکامی ۱۰۰۰ کھینا پڑا۔ تو اس نے میرے
حوصلہ افزائی کی۔ بہتہ کھج کو سب شورو دیا۔ خطرہ میں سے دور رکھا اور
اس بات کی برائی میں تعین کی۔ کہ سب حالت میں بھی ہوئی انسانیت
کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے :

”بہن! ان ویسٹ کے بغیر بھی دنیا حالات کی بنا پر اچھی طرح
جانتی ہے۔ کہ اس صورتِ انجیز خورت کی امداد اس کے نوہر کی کامیابی میں
کسی مادی سرمایہ کی حسبِ مشورہ کے سم نہ آئے ہیں واقعات
پر پورے شہر کے لوگ اس کی مدد میں آئے۔ ان کے ساتھ ساتھ کمال
دور رسائی سے ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ محتاج بیاں نہیں۔ دنیا جانتی ہے
کس طرح اس خطرناک زمانہ میں مسرت و مسرت لین ہر روز و سب سے اپنی

کے گرجا میں امن کے نئے دُعا انگنے جایا کرتی تھی۔ یا جب کبھی وہ ڈاؤنٹاک
سٹریٹ میں اپنے رہنے کے سرکاری مکان کے سامنے شوہر کے انتظار
میں بے تابانہ ہلکتی پھرا کرتی تھی۔ یا جب نیول جمپیر لیبن جرمن سے لندن
واپس آئے تو کتنی غیر معمولی مُسرت اس خاتون کے چہرہ پر پانی جاتی تھی۔
ان سب باتوں نیز ایسے ہی بے شمار واقعات سے عوام کو یہ معلوم کرنا پڑا
جیہی مشکل نہیں ہو سکتا کہ ان دونوں میں کتنا گہرا روحانی تعلق ہے اور کس طرح
تاریف لے ان کو آیات دوسرے کے لئے بنایا :

برٹنہم کی میونسپل کمیٹی کا ممبر بننے کے بعد نیول جمپیر لیبن نے دو کام
خاص طور پر اپنے ہاتھ لے لئے۔ ایک تو مکانات کے نقشہ کش کار دوسرا
شہر کی حفظِ صحت کا غور کر کے دیکھا جائے تو یہی دو ایسے کام ہیں جن
کو کمیٹی بال عموماً نظر انداز کرتی رہتی ہیں۔ اس ذریعہ سے نیول جمپیر لیبن کو اپنے
حسبِ منشاء کام کرنے کا اچھا موقع مل گیا۔ اُسے اس کام سے خائن کیسی
جی تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ میں اپنے شہر اور اپنے بچوں کی بہتری کے لئے یہ
سب کام کر رہا ہوں۔ شادی کے ایک سال بعد ایک لڑائی پیدا ہوئی۔ جس کا
نام ڈویشی رکھا گیا۔ اس کے دو سال بعد فرینک نام کا ایک لڑکا پیدا ہوا
مستہ اور سبز جمپیر لیبن کی زندگی ہمیشہ خوشی اور خورمی سے بسر
ہرٹی۔ اُن کو ہمیشہ اپنی اولاد کی طرح ان طاعنہ بچوں کی بہتری کا بھی
خیال نکار رہا ہے۔ جن کی حالت اُن کی اپنی اولاد کے برابر اچھی نہیں تھی
اس وقت کے بعد نیول جمپیر لیبن کی زندگی میں واقعات جلد جلد رفتی

کرتے چلے گئے۔ شادی کا اثر اس کے دو زیر ملکانی میں نمایاں صورت اختیار کرنے لگے۔ ۱۵ سال کے بڑے عرصہ کے بعد نرول چیمبر لین محسوس ٹرٹ بنا تھا۔ لیکن اس کے چارہی سال بعد وہ برطانیہ کے ایک نہایت مشہور قصبہ کالارڈ میں رہنے گیا۔ یہ بیان کرنا غیر ضروری ہو گا۔ کہ اس کا انتخاب سخت محنت کا نتیجہ تھا۔ باپ کے ساتھ اس کے حالات کا مقابلہ سچ پر چھے۔ تو اس کے لئے ذریعہ امداد نہیں بلکہ ایک طرح کی سکاوٹ تھا۔ جوزف چیمبر لین کے تعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ذاتی طور پر لوگوں نے اُس کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ لیکن اصولی طور پر وہ ہمیشہ بہت ہر دوسرے رہا تھا۔ اور لوگ اس کو قدر و عزت کی نظر سے دیکھ کر تھے۔ اس کی بہت سی کمائی اور خوش نصاحت اس کو عوام کا لیڈر بننے میں بہت مدد دیتی تھی لیکن دوسری جانب نرول چیمبر لین نے ہمیشہ ہر دوسرے نیازی حاصل کرنے کی کوششوں سے پہلو تہی کی تھی۔ اس چار سال کے عرصہ میں اس نے بڑے کام کی میٹ پلیٹی میں جو سمار ہائے نمایاں کئے۔ ان کی بارولٹ لوگوں میں یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ یہ آدمی اس پایہ کا کام کرنے والا ہے اور آئندہ چل کر اس کی موجودگی بڑے کام کے حق میں کتنی مفید ہوگی۔

۱۹۱۵ء میں جب کایہ واقعہ ہے۔ انگلستان کی کسی پرنسپل کے لپڈر کو اس سے بہت زیادہ مشکلات ہیں کام کرنا پڑتا تھا۔ جتنی اس سے پیشتر رونا ہوتی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود مشکلات سے نہ گھبرا کر نرول چیمبر لین نے فرائض کا بوجھ اپنے ذمہ لے لیا۔

.. .. . اس پر
 بھی یہ امر واقعہ ہے۔ کہ عہدہ قبول کرتے وقت یہ خیال ہر وقت اس سے
 ذہن میں پیدا نہ ہوا تھا۔ کہ وہ اس کی بدولت آگے کو نمایاں تر بن کر سیکھ گا۔
 اس سے پہلے اسی خاندان کے سات آدمی برنگم کے لارڈ مئیر بن چکے تھے۔
 اور ان میں سب سے اعلیٰ نمبر اس کے باپ جوزف چیمبر لین کا تھا۔ لیکن بنیال کے
 انکار و حجاب کا یہ غام تھا کہ اس طوائفی نہ بکیر کو بطور نشان پہنتے ہوئے
 بھی جیسے کسی زمانہ میں اس کا باپ پہنا کرتا تھا۔ اس نے ہرگز اپنے آپ کو اس
 کا جانشین نہیں سمجھا۔ ست سو سال بعد جب باشندگان برنگم نے انطا رمنونیت
 کے طور پر شہر کی آزادی کا اعزاز اس کو عطا کیا۔ تو اس نے اپنا زمانہ انتخاب
 پر ایک نظر بازگشت ڈالتے ہوئے خود یہ بات کہی تھی۔ کہ ۱۹۱۵ء میں مجھ
 کو بھولے سے بھی یہ خیال نہ آ سکتا تھا۔ کہ اس کے صرف چند سال بعد میں
 برطانیہ کے پارلیمنٹس میں حصہ لے سکوں گا۔ اس کے اپنے الفاظ اس بارہ
 میں یہ ہیں :-

”مجھ کو نسبت یقین تھا کہ میری پبلک زندگی کا آغاز و اختتام میڈیٹل
 کمیٹی کے کردہ کے اندر ہی ہوگا۔ لیکن تجویزیں سوچنا آدمی کا کام ہے۔ ان
 کا نتیجہ کرنے والی کوئی دوسری ہی بڑی طاقت ہے۔“
 ہم دہشتہ بیان کر چکے ہیں کہ برنگم کے جتنے لارڈ مئیر ہو گزرے ہیں
 ان سب میں کیا بلحاظ فنونِ تخلیق اور کیا بلحاظ جدت جوزف چیمبر لین کا نام
 بہت بلند ہے۔ اس پر ہم اس بقدر اضا فہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس کی

ہیک خدات کا مقابلہ صرف ایک اور آدمی کی خدمات سے کیا جاسکتا ہے
یعنی اس کے بیٹے بنول کی ۔

لیکن اس میں بھی ایک بات خصوصیت سے یاد رکھنے کے لائق ہے
جس زمانہ میں جوزف اس حبیل الفدر عمدہ پرنٹرز ہوا تو ملکہ وکٹوریہ کا پرمان
اور ترقی کن عہد تھا۔ حالانکہ جب بنول نے اس کا چارج لیا۔ تو نہ صرف
سارا ملک۔ بلکہ خصوصیت کے ساتھ وہ شہر جو اس کا وطن تھا عالمگیر جنگ
کے بھیانک حالات سے گزر رہا تھا۔

اگر ہم اس پہلو سے دیکھیں تو اس کی وہ کامیابیاں جو اس نے اپنی
میعاد و عمدہ میں حاصل کیں اور بھی زیادہ لائق تعریف ہیں۔ اگر ہم اس
مختصر سی کتاب میں وہ ساری کامیابیاں بالروح کر کے بیٹھیں جو چیمبر لین
نے برنگم کے لئے کیں تو مصنفین بے حد لمبا ہو جائیگا۔ مگر ہاں مختصر طور پر
اتنا ضرور کہنا چاہیے کہ اس عرصہ میں اس کی خدمات گونا گوں تھیں جن میں
ایک طرف اس کو اس بات کا خیال تھا کہ شہر کو جو زمین ہوائی جہازوں کے
حصہ سے محذور رکھے۔ وہاں ساتھ ہی ساتھ وہ ایک مستقل آئیچیٹرائی
ڈائریل ڈال کر برنگم کے لئے غذائے روح بھیانک کرنے کی فکر کر رہا
تھا۔ اس کے زیر نگرانی شہر کے ہائی سکول اور ہسپتالوں نے حیثیت
انجینئرنگ حاصل کی۔ لیکن سب سے زیادہ قابل ذکر اصلاحات برنگم
کی تعمیرات میں پیدا کی گئیں اور اس بارہ میں شہر برنگم بہت جلد انگلستان
کے اکثر شہروں سے آگے بڑھ گیا۔ سب سے بڑھ کر جس سوال پر توجہ دی

گئی۔ وہ غریبوں اور مزدوروں کی اچھی سکونت کا قلعہ شہر کی بدزبیں جھونپڑیاں
 مسما کر کے چیمبر لین نے وہاں لاکھ آدمیوں کے رہنے لائق وہاں اچھے
 مکان بنوا دیے۔ بعد ازاں جس طرح کمی سال چیشتر پاپ نے پبلک فائدہ
 کے کاموں کی دہسختی پر توجہ دی تھی۔ اسی طرح نیول چیمبر لین نے ادھرت
 فاسرغ ہوتے ہی شہر میں چلنے والی بسوں کا انتظام ہاتھ میں لیا۔ ان ساری
 اصلاحات میں جو محنت کسٹ نیاری کی محتاج تھیں۔ نیول چیمبر لین نے کم و
 بیش انہی طریقوں پر عمل کیا۔ جو اسی سال بعد اس نے وزیر اعظم کی حیثیت میں
 میدان سیاست میں برتے۔ مختصر یہ ہے کہ اصلاح و ترقی کے جو حیرت
 انگیز نتیجے حاصل کیے گئے۔ وہ محض لفظی یا سن ترائی کا نتیجہ نہ تھا۔ ان کی تہ
 میں اس کی زبردست شخصیت کام کرتی تھی۔ اس نے ہر ایک کام ذاتی نگرانی
 میں کرایا اور تمام باتوں میں ہمیشہ عملی دیکھ بھلی لی :

ضرورت کے ان کاموں سے فاسرغ ہو کر اس نے ہر منگم کے چپڑیا
 خانہ کی توسیع کے سوال پر توجہ دی اور شہر کے اندر فن لطیف اور صنعت
 نادرہ کے جو خزانے موجود تھے۔ ان کو مکمل کیا۔ ظاہر ہے کہ سب باتیں
 اپنی غیر معمولی اہمیت کے باوجود صرف مقامی نذر و قیمت سمجھتی نہیں اگلتان
 کے دوسرے مقصودوں میں نیول چیمبر لین کا نام بھی مشہور نہ تھا۔ جب اس نے
 میونسپل بینک کی نامی کے لئے زوردار کوشش شروع کی۔ ان کام میں بھی
 جس جہیز نے اس کی توجہ کو خاص طور پر اپنی طرف مبذول کیا۔ یہ بھی کہ بہت
 سے کم حیثیت لوگوں نے حالات جنگ سے فائدہ اٹھا کر کچھ نہ کچھ کجبت

کر لی ہے۔ مگر اس بچت کے رویہ کو محفوظ رکھنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔
 چونکہ زمانہ جنگ میں برہمگم کا صنعتی کاروبار خوب چمکنے لگا تھا۔ اس لئے کام
 کرنے والوں کو مزدوری بھی زیادہ ملنی شروع ہو گئی تھی۔ اب ضرورت صرف اس
 بات کی تھی کہ اس ذریعہ سے جو نو سہ انٹرنیٹ لوگوں نے کمایا ہے۔ اس کا
 نفع بخش استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے باوقات مختلف بیان کر چکے
 ہیں کہ باب بیٹا دونوں نے سب سے زیادہ خیال اس بات کا رکھا تھا۔ کہ
 ہر قسم کے صنعتی اور مالی تحریکات میں غریبوں کی شرکت اور ان کے فائدہ کو
 خاص طور پر مد نظر رکھا جائے۔ اب جو تجویز میونسپل بینک قائم کرنے کی بنیاد
 جیمس لین نے سوچی وہ اسی راہ ترقی میں ایک نئے قدم کا درجہ رکھتی تھی بشرط
 شروع میں بڑی مخالفت ہوئی۔ بنیاد کی سوچی ہوئی تنخواہ گورنمنٹ کو پسند نہ
 آئی اور بڑے بڑے بینک اس لئے ان کے خلاف تھے۔ کہ ان کا اپنا نامہ
 خطرہ میں برسرِ ہوا تھا۔ پس انہوں نے مل کر مزاحمت شروع کی۔ انہما یہ ہے کہ
 اس کا اپنا کھانی اس زمانہ میں چانسلر آف ویسکونسن ڈی ریڈنگز کا عارضہ تھا
 اس کا مخالف بن گیا۔ لیکن نیول کی ہمت اٹل تھی۔ اس نے جو کچھ سوچا تھا۔
 کر کے چھوڑا۔ رفتہ رفتہ اس نے برہمگم میونسپل بینک کی توسیع و اشاعت شروع
 کی۔ حتیٰ کہ غرضت فیل میں ہی یہ بینک سارے ملک کے لئے نمونہ بن گیا۔ صنف
 فزاس پر آئے ہوئے سیاح و سفید حریفوں میں یہ سب باتیں بالکل سہل
 سا یہ معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن علیٰ طور پر نیول کو اس کام میں سخت ہی جدوجہد
 کرنی پڑی تھی۔ اس کو نہ صرف بڑے بڑے بینکوں کی مزاحمت پر غالب آنا پڑا

بلکہ ہارضا مندر پارلیمنٹ سے بھی کئی مسودات قانون اس بارہ میں پاس کرانے پڑے۔ ساقی ہی ساقی اس کو حکومت کی سرزمہری کو ہمدردی میں تبدیل کرنے کے لئے کوششیں کرتی پڑیں۔ اس کا عظیم ہیں اس کو بار بار ہارضا مندر نصیب ہوئی۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اس کی تجارت کامیابی کی منزل تک پہنچتے پہنچتے رینگے۔ یا اس کے پیش کردہ مسودات قانون میں ایسی ترمیمیں کی گئی کہ ان کی اصل جو بے باطل ہی منسوخ ہو گئیں۔

لیکن خدا نے جو عقل، سادہ زعم و حکما اس کو عطا کیا ہے۔ راستی اور کارروائی کا حیرانہ اس میں مخفی و مستور کیا ہے۔ اور ان سب باتوں سے زیادہ جو وہ شگاہی، سہولت اور عقل بہت س کو دیکھ کر کہے۔ ان ساری خوبیوں کی مدد سے اس نے ہر منفعہ پر مشکلات کو بڑی آسانی سے مغلوب کر لیا۔ اس طرح کے ناک اور خفا ناک حالات میں جب اس کی بجائے دوسرے آدمی جیم وبراں کا شکار ہو کر اپنی کوششوں سے دست بردار ہو جائے۔ ہر گم کاٹاؤ منبر لگتا ہر معصوف کا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے حسب وخواہ نتائج حاصل کر لئے۔

اس کی شاندار کامیابی کا کچھ اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ جب وہ پہلے ہنگ کی فائمی کے صرف دس سال بعد اس بنک نے اتنی ترقی حاصل کی۔ کہ صدروف اور دس شاخوں میں سنز لاکھ پونا جمع ہو گئے۔

بنیول۔ میریلین کی زندگی میں یہ واقعہ دوسری مرتبہ رکھنے والا ثابت ہوا۔ اولیٰ مرتبہ کہ وہ جس کام کو کرنے لگتا ہے۔ اس کے جتن و کوشش کو نہ از روئے تخیل بلکہ برہنہ اسے استدلال خوب سوچ سمجھ لینا ہے اور اس کے بعد۔

جب وہ اس کا آغاز کرنا ہے۔ تو اس کو کامیاب انتہا تک پہنچائے بغیر دم نہیں لیتا۔ دوسرے یہ کہ فلان عامہ کے کاموں میں وہ کسی طبقہ حتیٰ کہ اس طبقہ کی مخالفت کی بھی پروا نہیں کرتا۔ جس سے خود اس کا تعلق ہے۔ سوال پوچھا جائیگا کہ ایک اسکالار آدمی اتنی تعظیم اور حوصلہ سناخا لفظیہ پر کیونکر غالب آسکا۔ تو اس کا جواب وہی ہے جو نیول جمیئر لین کے واقعات زندگی کے بیان میں بارہا دیا جا چکا ہے۔ یعنی اپنی سعی پیہم۔ قوتِ استقلال اور ہر درست استدلال کے ذریعہ۔ جس کا مانہ ہے وہ دو اور دو کی میزان چار ثابت کر کے بدترین مخالفوں کو بھی اپنا مسئلہ اور موید بنا لیتا ہے۔

ان ساری کامیابیوں کے بعد اگر اہل برٹشکم کو اس بات کے بڑے اصرار ہو کہ نیول جمیئر لین ہی ان کا لارڈ میئر بنارہے۔ تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ چنانچہ جب دوسرے انتخاب کا وقت آیا۔ تو جمیئر لین ہی لارڈ میئر چنا گیا۔ اس عہد ثانی میں ایک مزدور کانگریس کا اجلاس برٹشکم میں منعقد ہوا۔ جس میں نیول جمیئر لین نے بطور چیئرمین انتخابی کمیٹی ایک زبردست تقریر کی اور وہ نقشہ اپنی پرومٹور اور بڑا معلوم ہوا تھی۔ کہ اس کا شہرہ بہت جلد دوروزن ہو گیا ہوگا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلیفہ جمیئر لین کے سرزنارِ اصغر نے بیجو یا نہ سیاست کا وہ فن جس میں اس کا بڑا بھائی اور باپ ماہر گنتا سمجھے گئے تھے بخوبی حاصل کر لیا ہے یعنی خوش گوئی اور فصاحت۔ لیکن اس کے بہت عرصہ بعد

۱۹۳۳ء کا دور زمانہ آنا تھا۔ جب اس زبردست مقصد پر نے اپنی لاعل اور مؤثر
تقریروں کی مدد سے بے حساب خلقت کو مسحور کر کے دکھلایا۔ ابھی اس
زمانہ میں جس کا یہ ذکر ہے۔ اس کی تقریریں زیادہ تر واقعات اور اعدا و شمار
تک محدود اور کسی حد تک خشک ہو کر تھیں۔ صرف واقعات بعید میں
وہ اس قدر کے غفارت کرتا تھا۔ جن کا اثر سامعین کے دل و دماغ سے زیادہ ان
کے دلوں پر ہو۔ بڑی حد تک وہ لوگوں کو واقعات کے منہن طبع بن کر لے اور
ہم خیال بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ فصاحت کا ثبوت اس نے اسی زمانہ میں
دیا۔ جب وہ فلمیں دیکھتا تھا تو اس سے چکا اور وہ پ کے واقعات عظیم
برطانیہ کی چار من فصاحت پر اثر انداز ہوئے شروع ہو گئے۔ لیکن اب بھی ایک
فصح البیان سے رکاوٹ حاصل کرنے کے باوجود اس کی تقریر میں زبان کی لطافت
سے بہت زیادہ رنگارنگی کی وسعت کا پہلو لئے بہتی ہیں۔ تجزیہ کی کچھ حدت
اور بند پر وازی ان کو حاصل کرنے کی اس نے کچھ کوششیں کیں۔ اس سے
منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیئتِ اجتناب کی۔ دور اور ناشر کے لئے غلام ذکر کئے
گئے ہیں۔ ادائے صاحب کی قدرت۔ بیان کی سادگی اور فقروں کی ہمواری ہیں
چند باتیں اس کی تقریر کا جو سمجھ گچھا ہیں

۱۹۱۶ء کے اخیر تک جو جیمز میں کو اس بات کا شان گمان تک
نہ تھا۔ اس کو بھی مستقل قریب میں غمہ "زار منہ" حاصل ہونے والا ہے۔
ان سال و مہر کے پہلے میں وہ ایک پر کے لے جو کا تعلق یونین پلنی کے
فرائض سے خالی رہا۔ جیسا کہ پہلے ان کا معمول ہے۔ وہ کسی محوری سوال

سک نہیں صمد۔ و در روز رونا چاہتا تھا۔ یہی وہ موقع تھا۔ جب وہ منبر معمولی واقعہ
 ملیں آیا۔ جس کا ذکر ہم مشن: ابھی صفحات میں کر چکے ہیں۔ وہ منبر تکمیل جانے کے
 ارادہ سے بوسٹ کے ریڈیو سے سیشن پر پہنچ چکا تھا کہ وزیر اعظم لائیڈ جارج کی
 آپا مستحقہ تصدیق کے کر رہا تھا کہ وزیر اعظم نے آپ کو ڈرائنگ روم میں بلانے
 مکان پر یاد کیا ہے۔ ہم منبر تک پہنچے ہیں کہ لائیڈ جارج کا ارادہ قبول
 چیمبر لین کو نئے صیغہ قومی سرویس کا افسر اعلیٰ بنانے کا تھا۔ لائیڈ جارج
 کی تہنیت سے یہ عادی رہی غلطی کر جو کام کرنا ہو بغیر کسی پیش رس کے آنا مانا
 کیا کرتا تھا۔ اس طرح یہ واقعہ بھی پیش آیا۔

یہ راز آج تک مل نہیں ہو سکا کہ لائیڈ جارج کی نظر اس موقع پر خصوصیت
 کے ساتھ نوبل چیمبر لین پر کیوں پڑی۔ کیا درحقیقت اس کی بغین تھا کہ وہ
 شخص جس نے میونسپل معاملات میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں
 اس نے عہدہ کی ذمہ داریاں آسانی سے اپنے اہل پر لے سب گایا کیا اس
 نفرت کی اصلی وجہ یہ تھی کہ وہ چیمبر لین نام کی سابقہ روایات کی بنیاد اس نام
 کے ایک اور شخص کو اپنی وزارت میں شریک کرنا چاہتا تھا۔ لیکن یہ بات
 جلد ہی ہی واضح ہو گئی کہ جو جرمی بڑی امبیس لائیڈ جارج نے اپنے دل میں
 قائم کی تھیں۔ وہ نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ اول تو نوبل چیمبر لین اس کام
 میں بالکل نا آموز تھا۔ دوسرے اسے کامیابی حاصل کرنے کے لئے کافی
 سہارے اور امداد کی ضرورت تھی۔ اس کو وہ تجربہ حاصل نہ تھا۔ جس سے
 مدد لے کر وہ برطانیہ قریح کی نقد اول مصاعف کر سکتا تھا۔ وہیں یہ بات

نبول جیمبر لین کے حق میں کہنی پڑتی ہے کہ وہ خود اپنی کوٹا جہول روبری طرح
 سموس کرنا تھا۔ اس نے صاف انکار نہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا ہے۔ "انہی غرض
 کی کہ مجھے سوچنے کے لئے وقت دے رہا ہے۔ یہیں لائبریری میں کام
 ہیں ناخوب روترو کمانا کل نہ تھا۔ وہ جب کسی بات کو کہہ کر اپنے کانٹے مار کر لینا
 پھر اُسے گھنٹوں اور گھنٹوں کے اندر پورا کرنا جانتا تھا۔ اس کی بڑی
 خواہش کسی کسی طریقہ پر جنت میں اکتا دیوں کے لئے شان دار تاج
 کرنے کی تھی اور اس کام کو وہ کسی وجہ سے بھی گھنٹوں میں ڈالنا پسند نہ
 کرتا تھا۔"

یہ بات آسانی سے بھی جاسکتی ہے کہ وہ نو کے مزاج میں جو عظیم انعام
 تھا۔ اس کی وجہ سے ان کی آپس میں نیچہ نہ سکتی تھی۔ لائبریری جہول
 اور پرجوش تھا۔ اس کے مزاج میں جلد بازی بہت تھی۔ اس لئے ہر قسم
 کے رہنے والے اس آدمی کے لئے جس میں نہ تخیل تھا اور نہ تہری اسے
 اس طرح کوئی دلچسپی یا کشش ہو سکتی تھی۔

لیکن چونکہ اس نے ایک مرتبہ فیصلہ کر لیا تھا کہ نبول جیمبر لین اس کی
 وزارت میں داخل ہو۔ اس لئے اب پیچھے جتنا دھڑلہ تھا۔ خواہ جیمبر لین
 اس کام کے لئے رضا مند تھا یا نہ تھا۔ لاسٹ رج کے اصرار پر اس
 نے جیمبر لین کو اپنی پڑی۔

نبول جیمبر لین سات مہینے لندن رہا اور خیال ہے کہ اس کی زندگی
 اے عرصہ میں بے لطفی سے گزرا۔ اس نے اپنے عملہ کے لئے آدمی تو

منتخب کرے۔ لیکن وہ سب کے سب بیکار پڑے رہتے تھے۔ آج یہ کل وہ کام اس کے زائرہ اختہ رات سے مکمل لیا جاتا تھا جب سرکاری تنگدلی سے کچھ سچا اختیاراں چھین کر اس نئے محکمے کے حوالے کئے تھے وہ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ اپنے سابقہ اختہ رات سے دست بردار ہوں۔ اس لئے اُن کی طرف سے نئی نئی روکاوٹیں پیدا کی جاتی تھیں اور لڑکھائیاں دفتروں میں پھیل رہیں لاکھوں نو جوانوں کو قومی خدمات کے لئے تیار کرنا چاہنا تھا وہ اس زمرے کے لئے کوئی ابھی سی جگہ دینے کو بھی تیار نہ ہوتے تھے۔

اس جگہ یہ بیان یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سالہ ۱۹۳۷ء کے چیمبرلین میں بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ آج کا چیمبرلین ہر طرح کی مشکلات کے باوجود کامیابی حاصل کر لیتا۔ لیکن سالہ ۱۹۳۷ء کی حالت مجداً بخیر۔ لائیبڈ جارج کو سخت باپوسی ہوئی اور نیول چیمبرلین کو اس سے بھی زیادہ پسین جہاں ایک طرف نیول چیمبرلین اپنی باپوسی دل کو چپ چاپ ہستا چلا جاتا تھا لائیبڈ جارج ہر ایک نامکامی پر خوب ہی دل محسوس کرنا تھا۔ خیالات گزرا۔ بار بار یہ سمجھنا تھا کہ میں نے اس آدمی کو اس عہد پر مقرر کرنے میں سخت ہی غلطی کی ہے۔

بعد کے واقعات کی روشنی میں اس زمانہ کی کئی باتیں اور ہی رنگت اختیار کرتی ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نیول چیمبرلین نے جب پہلی مرتبہ اپنی منش کے خلاف مبدلان سیاست میں قائم رکھا تو اس کو سخت ہی نامکامیابی نصیب ہوئی۔ جو کار

گناری جیمبر لین نے اس زمانہ میں کی س کے متعلق ایک پارلیمنٹری کمیٹی کا آخری فیصلہ سب ذیل تھا:-

”پینتخاب کمیٹی اس نتیجہ پہنچی ہے کہ جو خلیج تیاریاں کی گئی تھیں اور جو بے انتہاء بہہ پانی کی طرح بہا گیا تھا۔ ان دونوں چیزوں کے متغایہ میں جھل شدہ نتائج بالکل ہی بے حقیقت ہیں“

اس کے بعد جیمبر لین کے لئے متعفی ہو کر چپ چاپ وائٹ ہاؤس کے کھڑک جھانکے۔ سو اوور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اور خیال کہنا ہے کہ

”اے اپنے استغفار پر افسوس بھی نہیں ہوا۔ اس کاڑھیان تو سارا غصہ ہیم کے کاموں پر لگا ہوا تھا۔ جب اس کو پھر واپس جاکر انہی میں حصہ لینے کا موقع ملا تو اس کو بقیہ غوسہ سستی ہوئی ہوگی۔ لیکن نقطہ نزاع انہی سے دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ اس بابوسی کا اثر یقینی طور پر اس کی روح پر پڑا ہے۔ اپنے سینہ کے بطن میں اس وقت بھی اس کے اندر محسوس ہونے لگے۔

کئی سال پہلے اس وقت تھے۔ جب وہ بھاماس کے نام کا تجربہ سے بعد انگلستان واپس آیا تھا۔ قصہ روز و حال توں میں اس کا نہیں تھا۔ لیکن وہ نہ کرنے والے کی بہت کو نہیں بلکہ اس کے کہے ہوئے کام کو کجا کرتی تھیں۔ اس نے سات ماہ لندن میں کام کر کے کہا کیا، پھر نہیں جس طرح اس کی عمر کے سات سال جزیرہ ایڈمز میں منقطع ہوئے تھے۔ اسی طرح اب یہ سات ماہ کا غصہ لندن میں برسات ہو گیا۔ لیکن شانز ایڈوی ملاحظہ ہو زمانہ دہندہ کے سیاست دان جیمبر لین کی میزاری میں ان کھوئے ہوئے

سات برسوں کا عرصہ بھی تنہا ہی گزار کر ثابت ہوا۔ جتنا برا دھڑکا سا
 مادہ :۔

اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر لائبریری جارج اور نیول جمہیر لین
 ایک دوسرے کے مزاج اور طریق کار کیہ سمجھنے کے قابل ہو جاتے۔ تو
 حیلان کیا سے کیا صورت اختیار کرتے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ نیول جمہیر لین
 کے لئے ایک بوجہ بخیر سروس کے دائرہ کار کی حیثیت میں کامیاب ہونے
 سے واقف نہ تھا۔ یہاں سے کہہ چائی۔ مگر یوں ایک بات اس قدر یقین
 کے ساتھ کہی جاسکتی ہے یعنی اس صورت میں نیول جمہیر لین غالباً پرطابقہ
 کاموں پر انہیں نہ بنتا۔ سیاسی جدوجہد میں حصہ لینے سے اس کے زمانہ
 آہندہ کے اہم نام نہ تھے۔ حتیٰ کہ وہ چلے

دوسری جانب یہ بھی خیالی کرنا چاہئے کہ اگر اس سات ماہ کے
 عرصہ کی ناکامیوں کی تلخ یاد اس کے سینہ میں کسک پیدا نہ کرتی۔ تو شاید
 وہ دوسرے بہت سے وسائل کرنے کی بھی کوشش نہ کرتا۔ اس ناکام تجربہ
 کے بعد اس قسم کا دعویٰ کرنا واقعی فضول ہوتا کہ وہ اس سے بہت اوجھی
 نہ ہوں تاکہ وہ اپنی پہچان کو بھاری نیول جمہیر لین کی خصلت کو مد نظر
 رکھ کر اسے نئی بات نہ کہے۔ غلبہ نظر آتی ہے کہ وہ چپ چاپ برنگھ
 ہیں جو ان کی سب سے بڑی ناکامیوں کی طرف سے ان کی خصلت کی موٹی اور دولت گزینی کی
 نشانی ہے کہ ان کے لئے یہاں نہیں ہوا۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ
 ان کی شہرہ آفاق سے بہت زیادہ پیچھے نہ وہ تھے۔ اس سے پہلے جب نیول

حبیب الدین سبر کا غم یہ رکھنا بخفا۔ اس غم نے اپنے طرہ عمل سے یہ بات ثابت کی کہ یہ کھادھی تھی کہ وہ اپنے سبر کی ذہنی اور روحانی رقی کے معاملہ میں گناہگار اور کھانا ہے۔ اب جس وقت اس کی زندگی میں آگ مٹے آپ فیضانِ کن نفسانی مقام پر پہنچ چکی تھی اس وقت کے نہایت دور اور اس کی دوست دوستوں نے وہاں غم اور بدول قبول جمہور میں اور صریح برضا اور شالہ نصاب سے وہ کہا

حقیقت میں قبول حبیب الدین کر بائیسٹ، بیسٹ حاصل کر کے کی اسی طرح خواہش نہ تھی۔ جن طرح مشہورہ بیچیم کی موبائل کمپنی میں بیسٹ مددہ حاصل کرنے کے لئے آمادہ تھا۔ برٹنہم کے علاقہ میں لیڈی وڈ کا ایک انتخابی حلقہ تھا۔ چونکہ اس کے لئے بیسٹ میں سے منتخب اوقات میں خدایات سرانجام نہ دی تھیں۔ اس سے توجہ سے اقلہ عام انتخاب پارٹیٹ شروع ہوا تو اس حلقہ کے مزدوروں نے اس کو امید والہ بننے پر آمادہ کیا۔ سبکیں جیبر الدین بھر بھی کھڑا ہوئے تو نہا۔ تنہا اس کی ایک وجہ تھی کہ وہ برٹنہم رہا کہ اسے موبائل کی مولیٰ کھاری رہنے کے لئے پناہ تھا وہ سرت اس کو معدوم تھا کہ اسے بیڈی بیج کے نام سے نہ کہ حکومت کا کارباج ہے اس لئے اس پارٹیٹ میں نہ آیا۔ بارہوا مجھے اس شخص کی حکمت عملی کی تائید پر مجبور ہونا پڑیگا۔ اور اس سے میری بے باک سے نہیں جانی خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ وہ کونسی ذرہ ست۔ بلکہ نہیں جن سے کام سے کر سبر حبیب الدین نے اپنے شوہر کے شکر اور وجوہات

نائل رفع کئے اور اُسے مجبور کیا کہ حلقہ لیڈری وڈ کی طرف سے امیدوار بن کر کھڑا ہو لیکن نڈازہ سے اننا کہاجا سکتا ہے کہ غالباً اس خاندان نے اپنے شوہر پر سمجھا ہوا تھا کہ نڈازہ العوام میں بیٹھ کر بڑنگھم کی میونسپل سٹیڈیز کو پڈیکٹس تک پہنچانے کا فرض اس سے بہتر سرانجام دے سکتے تھے جتنا بھی رنگی کی حالت میں ممکن ہے :

ہر چند روایتاً معلوم تھا کہ کیول جیمبر لین ایک عمدہ حلیں پر مامور ہونے کے باوجود سخت ہلکا و نامت تھا ہے۔ اس ناکامی نے ساہا سال تک ایسا سایہ انداز کیا اس پر والے رکھا تاہم باشندگان بڑنگھم خوب جانتے تھے کہ جس شخص کو وہ امیدوار پارلیمنٹ بنانا چاہتے ہیں۔ اس میں کیا خوبیاں پوشیدہ ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا خیال ہے کہ جو شاندار کامیابی جمبر لین کا انتخاب کے موقع پر حاصل ہوئی۔ اس میں اس کے خاندانی نام کا اثر بھی شامل تھا۔ جو اس سے پیشتر اس کے باپ اور بھائی کی صورت میں کافی روشن ہو چکا تھا۔ لیکن اصل وجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو امر واقعہ یہ ہے کہ جب وڈ لئے گئے۔ نو ہزار چار سو پانچ میں سے چھ ہزار آٹھ سو تین وڈ اس کے حق میں نکلے۔ اس وقت جب یہ شخص پارلیمنٹ میں داخل ہوا تھا۔ تو اس کی عمر پچاس سال کی ہو گئی تھی ظاہر ہے کہ اس عمر میں بار بار نشستیں داخل ہونے والے کو کئی چیزیں اس سے مختلف صورت میں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ جیسے اس صورت میں میں نے کمزور پچیس تیس سال کی عمر میں جمبر لین کا انتخاب کیا۔ اس عمر میں پہنچ کر آدمی

زیادہ نکتہ چینی۔ کم خواہش مند اور بہت زیادہ ضابطہ بن جانا ہے۔ اس موقع پر ہمیں یہ حقیقت نہ اموٹ نہ کرنی چاہئے کہ جمیر لین کے پارلیمنٹ میں داخل ہونے کی بڑی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اس جگہ سے اپنی مختلف مینسپل تجاویز خصوصاً مینسپل بینک کی فنانسی کے خیال کو عملی صورت دینے کا بہتر موقعہ حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال بہولے سے بھی پیدا نہیں ہوا کہ میں لائبریری جارج کا پیروں کر خوب نام پاسکول لگا۔ یہ بھی اس کو معلوم تھا کہ جس گورنمنٹ میں میرا اپنا بھائی وزیر خزانہ کا وزیر خزانہ بھٹا ہے۔ میرے لئے اس کے خلاف ہو کر نکتہ چینی کرنا عملی طور پر ناممکن ہو گا۔ پس اس نے سبھی کا کافی سمجھا کہ مذہب دوسرے میران پارلیمنٹ کی طرف امن اور سکون کی زندگی بسر کرتا رہے۔ جو خاص معنایں اس نے اپنے لئے پسند کئے۔ ان میں کسی جوش فصاحت کی ضرورت نہ تھی اور یہ امر واقعہ ہے کہ جمیر لین ایک عرصہ دراز تک جمیع ایمپان مٹ رائن بن سکا۔ اس کی نفیریں اگر سننے والوں کے لئے کوئی نہ کیجیسی رکھتی تھیں۔ تو محض اس لئے کہ اس کو بعض خاص معنایں میں مہارت تھی۔ وہ ہمیشہ ہر چیز میں صحت کا مل کا خیال رکھتا تھا۔ اور اس کو اعداد و شمار پر کافی عبور حاصل تھا۔ لیکن یہ تمام بائیں ایسی ہیں جو کسی میر پارلیمنٹ کو بہت جلد کامیاب بننے میں مدد نہیں دیتیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر خاص حالات مددگار نہ ہوتے تو بول چال میں اپنی مہارت کے ابتدائی چند سال کے اندر اندر ہی انعام کی نظر میں سے ہمیشہ کے لئے پوشیدہ ہو جاتا۔

جب مشترکہ قومی وزارت کے خاتمہ کے ساتھ لائیڈ جارج کے عہدہ وزارت کے بھی خاتمہ ہو گیا اور کنسرویٹو پارٹی کی طرف سے ہونز لاؤنڈر نے عظیم بنا۔ تو اس نے بعض ایسی باع رائے مسدینوں کی جستجو شروع کی۔ جن کو مشترکہ وزارت کے عہد میں پس منظر میں دھکیلا ہوا تھا۔ انہی میں سے ایک آدمی جنہوں نے اس کی تقریباً کتاب کو قبول چیمبر لین تھا۔ میر پارلیمنٹ بننے کے چار سال بعد نوبل چیمبر لین رکن حکومت بن گئے۔ لیکن وزارت کا بیٹن میں بھر بھی دخل نہ پاسکا۔ شروع میں اس پر پوسٹ ماسٹر جنرل کا عہدہ پیش کیا گیا تھا۔ لیکن ابھی وہ اس عہدہ کے ذمہ دار رہا دیات سے بھی فائدہ نہ ہونے لایا تھا کہ بعض خاص حالات کے زیر اثر اس کو پے ماسٹر جنرل کا عہدہ دے دیا گیا۔ یہ صرف چند ہفتے اس عہدہ پر مامور رہا۔ پھر پوسٹ ماسٹر جنرل کے عہدہ کی طرح یہ عہدہ بھی اس کے لئے کوئی کشش نہ بھجھتا تھا۔ حسن اتفاق سے انہی دنوں ایک ایسا کام اس کو مل گیا۔ جو اس کے مذمتی دلی کے عین مطابق تھا۔ یعنی وزیر صحت عہدہ کا۔ جب ۱۹۳۳ء میں شانے بال ٹین نے اپنی پہلی وزارت مرتب کی تو اس نے وزارت عظیم سے کام لے کر نوبل چیمبر لین کو جو اس وقت تک برسی حد تک لمبائی میں پڑا ہوا تھا۔ جہاں سے آف دی اسپیکر روز پوزر نے اس کا عہدہ پیش کیا۔ یہ وہ نہایت اہم نامہ تھا جو اس کی صحیح طور پر ہونز لاؤنڈر نے اول اول اس شخص کو سونپ رکھا۔ حکومت کی اہم اس کی صحیح قدر و قیمت معلوم کرنے کا سہرا لائیڈ جارج کے سر پر لایا۔ اس زمانہ

سے کر ان دو بلند بروں کے درمیان ایسی گہری دوستی اور رفقت قائم ہوئی جو اب تک برتہا رہی آتی ہے۔ ہر طرح کے اختلاف مزاج کے باوجود کچھ ایسا اشتراک اور یکسانیت ان کے مفاد اور طریق کار زندگی میں باقی رہتی تھی۔ کہ ان کا سخت و سلاخ اور اسلحہ کام کی صورت اختیار کر گیا۔ یہ بات اکثر سننے میں آئی ہے۔ اور یہیں اس کی صداقت پر شک کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ملتی کہ بالذات ان کے چیمبر لین کے جوڑیل الڈکر سے صرف دو سال چھوٹا تھا۔ خاص طور پر ایسی تربت دسی تھی۔ جس کی بنا پر وہ اس کا کیا مہاب جوائنٹین بن گئے سران و مخصوص نے مختلف الطبع ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی صحیح قدر و قیمت کو جس غمخوئی سے سمجھا۔ اس کا کچھ اندازہ ان الفاظ سے ہو سکتا ہے۔ جو انہوں نے ایک دوسرے کے متعلق باوقاف مختلف کہے تھے۔ جب چیمبر لین وزیر اعظم بنا اور کنسرویٹو پارٹی کی لیڈر بنی، فرض اس کے دفتر پر انہوں نے اپنے بیٹرو کی عزت انسانی ان الفاظ میں کی تھی۔

”میں خوب جانتا ہوں کہ میرے اندر بعض ایسے اوصاف موجود ہیں جن کو مسٹر بالڈین کو کمبیز کرنے اور ان کی شان و عظمت کو بڑھاتے تھے۔ یہ آیتانہ کرود ایک ذرا سی بیز کے لئے چپ ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کا سپہ نامقابل اظہار خیالات سے چڑھتا ہے۔ اس نے تقریبی نظروں سے اپنے پیش رو کی طرف دیکھا اور پھر کہا:-

”میرے دل کو اتنی ہی تسلی ہے کہ اور کوئی آدمی ایسا نظر نہ آتا تھا جو

جو اس طرح کے اوصاف اپنے اندر رکھتا ہو کیا
 امر واقعہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۳۵ء کے ہنگامہ خیب زایام میں جب
 بالڈون نے دارالامرا میں خارجی حکمت عملی کی بحث کے موقع پر ایک
 زبردست تقریر کی تو اس میں سب سے زیادہ جس بات کی تفسیر دینی اور
 تعریف کی گئی وہ نپول جیمبر لین کی امن پیدا کرنے کی کوشش تھی۔ اس
 زمانہ میں جیسا کہ ناظرین کو یاد ہو گا۔ دنیا کا ایک حصہ جیمبر لین کو محفوظ
 امن کا خطاب دے رہا تھا۔ لیکن ایک اور حصہ نہ صرف فریق مخالف
 سے تعلق رکھنے والوں کا۔ بلکہ اس کے اپنے ہم خیال گرووں کا بھی۔ جیمبر لین
 پر زبردست چوٹیں کر رہا تھا۔ اس طرح کے حالات میں بالڈون جیسے کار
 آزمودہ مدبر کی زبانی تعریف اور قدر دانی کے الفاظ نہ کہ یقینی طور پر
 جیمبر لین کے دل کو عظیم اطمینان حاصل ہوا ہو گا۔ اس موقع پر برطانیہ کے
 سابق وزیر اعظم نے صاف اور کھلے الفاظ میں یہ بات تسلیم کی تھی۔ کہ
 جو عظیم الشان کامیابی جیمبر لین نے اپنے صرف ایک اشارہ کے ذریعہ
 سے حاصل کی ہے۔ شاید میں انہیں نگاہ ناکوشیوں سے بھی حاصل نہ کر
 سکتا۔ بالڈون کی نفی پر اس وجہ سے اور بھی زیادہ اہمیت رکھتی
 تھی۔ یہ الفاظ اس نے دارالامرا میں پہلی مرتبہ ایک لارڈ کی حیثیت
 میں زبان سے نکالے تھے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس گروہ پر ابدار کو مٹانے والے بالڈون نے
 خرمن خاشاک کے اندر سے دھونڈھ نکالا تھا۔ اس نے اپنے مخالفین

کس طرح پورے کئے؟ مشورۃ میں کوئی آدمی اس کے کام کو اچھا یا بُرا نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس طرح کا کوئی موقع اس کو حاصل ہی نہ ہوا تھا۔ جو اس کی خوبیاں ظاہر کر سکتا۔ وزیر خزانہ کی حیثیت میں بھی اس کی معیاد و عمدہ اتنی ہی قلیل رہی جتنی پہلی تین وزارتوں میں اور چونکہ بالڈون کی وزارت سے لے کر آخری ایام میں بعض دور رس اقتصادی تدابیر عمل میں لانے کی کثرت رائے حاصل کرنے کی غرض سے نئے انتخاب کے انتظار میں مستعفی ہو گئی تھی۔ اس لئے نیول چیمبر لین کو اپنا میزانیہ پیش کرنے کا بھی موقع نہ ملا تھا۔ ایک سال سال کے عرصہ میں چیمبر لین کو چار سرکاری کامیوں پر کام کرنا پڑا۔ ظاہر ہے کہ اس قدر جلد جلد تبدیلیاں ہوتے رہنے سے اُسے اپنی کارکردگی کا کوئی بھی اچھا موقع نہ مل سکتا تھا۔

دسمبر ۱۹۳۳ء کے انتخابات میں کنسر ویٹو پارٹی کی جو بہت عرصہ پہلے اس پوزیشن پر پارٹی کو اپنے اندر جذب کر چکی تھی۔ جس سے کسی زمانہ میں جوزف چیمبر لین کا تعلق تھا شکست فاش ہوئی۔ بالڈون کی وزارت مستعفی ہو گئی اور برطانیہ میں رامزے میکڈانلڈ کے زیر قیادت پہلی مزدور حکومت برسرِ اقتدار آئی اور نو ماہ تک قائم رہی۔ اب کنسر ویٹو جماعت فسرین مخالف بن گئی اور اس کی لیڈری سابق وزیر اعظم سٹائل بالڈون کے ہاتھ میں آئی۔ یہ راستہ جو نئے چیمبر لین اور بالڈون نے مل کر مخالف بیچوں پر گزارا۔ اول الذکر کے آئندہ دور

س۔ است پیر گہرا اثر ڈالنے والا تھا۔ بالڈول کے ساتھ اس کی دوستی زیادہ مضبوط ہو گئی۔ تدرقی طور پر سابق وزیر جسٹس ان کی حیثیت میں پارٹی کے اندر اس کی پوزیشن بالکل مختلف تھی۔ وہ کنسرڈیو پارٹی کا لیڈر بن گیا تھا اور اس کی شمولیت کے بغیر آئینہ کوئی وزارت مرتب نہ ہو سکتی تھی۔ ترقی مخالف ہیں رہنے سے نیول جمپیر لین کو پارلیمنٹری جٹ کا فن سمجھنے کا اس سے بہتر اور آسان تر موقع مل گیا۔ جتنا اس کو برسر حکومت پارٹی کے ساتھ مل کر حاصل ہو سکتا تھا۔

مزدور پارٹی کی گورنمنٹ امید سے بہت پہلے ٹوٹ گئی۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے انتخابات کے بعد کنسرڈیو جماعت کی اکثریت دارالعوام میں بہت زیادہ بڑھ گئی۔ عام طور پر امید کی جاتی تھی کہ نیول جمپیر لین وزیر خزانہ کی حیثیت میں کام کرنا چلا جائیگا۔ لیکن جب بالڈول نے اپنی دوسری وزارت مرتب کی اور یہ غماز جمپیر لین کو پیش کیا۔ تو اس نے دانش مندی کے ساتھ اس کی قبولیت سے انکار کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ کسی دوسرے سرکاری عہدہ پر مامور ہو کر زیادہ کامیابی حاصل کر سکے گا۔ ممکن ہے اس انکار کی یہ بھی وجہ ہو کہ اس قسم کے نازک وقت میں وہ برطانیہ کے مابیات کو سنبھالنے کے فرض کو حد سے زیادہ نازک اور بڑھا ہوا محسوس کرنا تھا۔

بالڈول کی دوسری وزارت کے زمانہ میں عالمگیر جنگ کے اقتصادی نتائج کی بدولت تدریجی ترقی عمل میں آتی شروع ہو گئی۔ اسی زمانہ میں

حفاظتی محصولات اور حدود سلطنت کے اندر ترجیحی محصول کا آغاز ہوا۔
 پہلی نیہ کی طرف سے جن فیاضانہ اصولوں پر غرصہ دیا، تک عمل ہوتا رہا
 تھا۔ اب ان کو جاری نہ کیا جا سکا۔ جنن ایسے حالات کی وجہ سے جن
 کا خیال جرنل جیمز برنہن کے دل میں دجس کا انتقال جنگ سے پہلے
 ہو گیا تھا، تشعاً پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ لوگ اسی کے خیالات اور مفاد کو
 اپنانے لگے۔ بنول جیمز لیں غب شہاب سے ہی اپنے باپ کا ہم خیال رہا
 تھا۔ اس لئے ہی جہز حاکم فی الحال صبر کے ساتھ انتظار کیا جائے اور
 جب موقعہ پیش آئے تو باپ کے سابقہ پروگرام کی تکمیل کی کوشش کی جائے
 یہ وقت جلد ہی آ گیا۔ لیکن کچھ غرصہ کے لئے بنول جیمز لیں وزارت صحت
 عامہ کا لیڈر بن گیا۔ حکومت کی یہ ایک ایسی شاخ تھی جس میں اس کا خیال
 تھا کہ وہ اپنی رخصت اور قابلیت کے مطابق بہترین کام کر سکیگا۔ ہم پیشتر
 بیان کر چکے ہیں۔ کہ باران سیاست میں اس کا زخہ صرف سوشل رجوات
 سے ہوا تھا۔ اب اس کو ایک ایسا عمدہ مل گیا۔ جس کا تعلق سارے ملک
 کے ساتھ ہوا اور اپنی موجود حیثیت میں کام کر کے وہ اس پروگرام کو پیہ
 تکمیل تک پہنچا سکتا تھا جس کا آغاز اس نے بریگم میں کیا تھا۔ یہ امر
 واضح ہے کہ اس پانچ سال کے غرصہ میں جبکہ وہ اس عمدہ پر فائز رہا۔
 وزیر صحت کا عمدہ و سلطنت کے سارے انجمنی ٹوشنوں میں زیادہ
 براہ کرم ہو گیا۔

اس نے ہشمار مسودہ استقانون پارلیمنٹ میں پیش کئے۔ اور اس

بات کا خاص خیال رکھا کہ وہ سب کے سب بلاتا خیر اپنی مکمل تشریں
 صورت میں پاس ہوتے چلے جائینگے۔ کیونکہ یہ کام اس کی اپنی منشا
 کے مطابقت تھا۔ اس لئے اس کو کرتے ہوئے اس نے پارلیمنٹ کے آداب
 اچھی طرح سیکھ لئے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ان مسودات و قانون
 کی پیش کرنے اور ان کی نافذ کرنے وقت صرف عملی اور کام کی باتوں کا ذکر
 کیا کرتا تھا تاہم اس کی تقریریں زیادہ مکمل اور زیادہ ضرور واسطہ پڑتی تھیں
 لگیں۔ چنانچہ اب وہ بحث کے موقع پر زیادہ خطرناک مخالف سمجھا جاتا تھا
 انہی دنوں میں اس نے غریبوں کے لئے مکانات مہیا کرنے
 کا سوال بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جب تک وہ وزیر
 صحت نہ بنا تھا۔ یہ کام بالکل ورہم برہم پڑا تھا۔ اکا کے بعد دوسری
 حکومت برسرِ اقتدار آتی اور بسے جوڑے وعدے کیا کرتی تھی۔ لیکن یہ
 وعدے صرف زبانی جمع خرچ تک ہی محدود رہ جاتے تھے۔ عملی طور پر
 کوئی کام نہ ہوتا تھا۔ لیکن جمیئر لین نے اپنے خمد وزارت میں نو لاکھ مکانات
 تعمیر کروائے۔ ملک کے ہر حصہ کے اندر ہر شمار گندی جگہیں صاف
 کرائی گئیں۔ اور ملک کے طول و عرض میں زمانہ جدید کی طرز کے نہایت
 اچھے اچھے مکانات بنوائے گئے۔ اب بھی جو کچھ اس سلسلہ میں جو رہا ہے
 وہ بنول جمیئر لین کے شروع کئے ہوئے کام کا نتیجہ ہے۔ ان ایام میں اس
 کے وقت کا بہت سا حصہ دارالعلوم میں کام کرنے ہوئے ان اصلاحات
 کی بنیاد میں بسر ہوا۔ جو اس نے بطور وزیر صحت پیش کی تھیں۔ اس خیالہ

غرمی میں جو ہم اس نے کئے مگر میں خاصی طور پر غافل و کفر قانونی غنا جان کی اصطلاح سے کافلوں نے نہیں اور چکیوں کی زمین اور ایسے ہی بعض اور قوانین سے جن کی بدولت ملک سے اندر صنعتی ترقی کے کام کو خاص طور پر مدد ملی ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرصہ انہماک کی محنت کی صلوات و برکتی ہیں نہایت سے قبول ہو گئی۔

غریب طبقہ کے لوگوں میں جو مدد یعنی جس سے ہر چھپ چھپ کے اس سے بدلتے ہیں ہنگامہ و جت، انہماک، انتہائی وقتی و غیرہ۔ اس کے لئے ان کو مدد کے ساتھ کام کرنے کے لئے اس کی طرف سے انتہا اور یہ دیکھ کر کوششیں عمل میں لائی گئیں۔ سب سے زیادہ خیال اس کو ان کے بچوں کی محنت کے درست ہونے پر ہونا چاہئے۔ سس کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ صنعتی جاتی عورتیں سرکاری ملازمت میں کام کرنی چلیں۔ ان سب کامی اصطلاحات میں لائی گئی۔ ساتھ ہی ساتھ ان کے لئے متعدد قانون اس مفہوم کے پارلیمنٹ میں پیش کئے۔ جن کی بدولت انہماک اور قانون کی حالت کو بہتر بنایا جاسکتا تھا۔ جو بچوں کی ماں بننے والی سول۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس کام کو کرنے ہوئے اپنی سرگرمی کے زود میں وہ اپنے شریکے ہیں کو بھی بالکل نظر انداز کر گئے۔ لیکن اس کے تمام پر کیا ماسہ۔ پڑا سر یہ کرتے ہوئے ۲۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

”یہ بات سمجھ کر اور کبھی چاہے وہ جیسا کہ میں نے کہا ہے، جو وہ باقی نہیں رہتا۔ تو کھڑکی کی حالت کیا ہے کیا جو باقی ہے۔ اپنی سب سے پہلے کے مال کے سایہ عاطفت سے محروم ہو کر ان پر پریشانی اور تنگدلی۔ اس کے دائرہ سے باہر رد جانے ہیں۔ جو صرف مال کی بدولت نہیں ہو سکتی ہے“

آفس میں غفرہ کہتے ہوئے اس کی آواز میں لرزش پیدا ہو گئی۔ اور بڑے دردناک لہجوں میں اس نے کہا:-

”میری اپنی ماں کا انتقال ایسے ہی حالات میں ہوا تھا!“
اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وزیر صحت کی حیثیت میں کام کرتے ہوئے سب سے زیادہ امداد اس کو اپنی بیوی سے ملتی رہی۔ امر وانجمن ہے کہ مسٹر جمیئر لین نے اپنی کوششوں کے ذریعہ سے وہ اس قدر صاف کر دیا تھا جس پر اس کے سٹوہر کی اصلاحات عمل میں آ سکتی تھیں۔ ۱۹۱۷ء میں پیدا سرکاری عہدہ حاصل کرنے پر نیول جمیئر لین نے اپنے سہارو باری تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو بہت سا مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ لیکن اس تنگ دستی کے باوجود اس کی بیوی نے ڈیبلنس میں ایک انجمن قائم کی۔ جس کا مقصد وضع حمل کے موفعول پر غور ترقی اور شیر خوار بچوں کی امداد تھا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس نے اپنی جیب سے اخراجات دے کر حاملہ عورتوں اور زیر تعلیم بچوں سے لئے مفت دو دھہم پہنچانے کا سلسلہ آفا کر کیا۔

جب ۱۹۲۹ء کے انتخاب میں مرزاہر پارٹی کی فتح ہوئی تو میکڈونلڈ کے زیر قیادت دوسری سوشلسٹ گورنمنٹ مرتب کی گئی۔ اب جمیئر لین کو اپنی زندگی میں دوسرا موقع نہ اپنی مخالف کی طرف سے بالڈین کے پہلو بہ پہلو مزارعہ سیاسی میں حصہ لینے کا ملا۔ اپنے عہدہ کی میعاد پنج سالہیں جمیئر لین کو بہت کم وقفہ تفریح کے لئے ملتا تھا۔ اب وہ اپنی ذمہ داریوں

سے آزاد ہو کر اس قابل ہو گیا کہ اپنے حسبِ منشِ عمل کرے۔ اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی بیوی کے ساتھ کینیڈا کی سیاحت کرنے گیا اور وہیں ایک عجیب حادثہ میوٹر سے بال بال بچا۔ ان دنوں اس کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہو چکی تھی۔ سیاحتِ انٹرنیشنل کی باہرست اس کو اچھی ذہنی تفریح حاصل ہوتی۔ پرندیل اور مھلیوں کے سیر و شکار کا شوق اس کو بچپن ہی سے رہا ہے۔ ان دونوں کاموں کے لئے ان اوقاتِ فراغت میں جاری رکھا۔ یہ کہنا دشوار ہے کہ جب پیرلین نے ماہی گیری کا شغل کب سے اختیار کیا تھا۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ وہ ہمیشہ اس کے ذریعہ سے بہترین ذہنی اور جسمانی تفریح حاصل کرتا رہا ہے۔ اس کی ماہی گیری کے متعلق بے شمار لطیف اور کارٹون شائع ہو چکے ہیں۔ ایک موقع پر اس نے دور ان کنٹریوں کا ہفتہ گہ مچھلیاں پکڑنے سے دوسرے درجہ پر جو چیز میرے دل کو فرحت دے سکتی ہے وہ ماہی گیری کا ذکر ہے۔ اور ہم بلا خوف نزدیک کہنے میں کہ اپنی عمر میں اس نے جو عیشِ سیاسی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ان سب کے مقابلہ میں وہ اپنی اس کامیابی کو زیادہ قابلِ فخر سمجھتا ہے۔ کہ ایک موقع پر دور ان مقابلہ میں اس نے نیلی سیر کی مچھلی پکڑی تھی۔ باقی رہا پرندوں سے اس کی محبت اور دلچسپی کا معاملہ تو اس کا سب سے اچھا ثبوت اس کی اپنی چھٹی سے مٹا ہے جو اس نے نازک ترین اقتصادی حالات میں اخبارِ ٹائمز کے نام بھی لکھی۔ اور جس کے شروع کا یہ فقرہ قابلِ ذکر ہے۔

”جناب من! یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ آج جس وقت میں سینٹ جیمز پارک سے سیر کر رہا تھا گذر رہا تھا۔ تو میں نے ایک گرسے رنگسٹری چڑھ کر دیکھا۔“

”تکڑی یہ کہ میں پارلیمنٹ کی اصطلاح میں رٹائرمنٹ کے لئے یہ بات سمجھ رہا تھا کہ میرا شمار کر کے رٹائرمنٹ چڑھائی طرف ہے جتنی دیر صرف نہیں“

یہ بات جلد ہی واضح ہوئی منترج ہوئی کہ جیمز لین کی برٹریسی صحت کے لئے یہ اوقات نفع بخش کتنے ضروری تھے۔ اقتصادی حالات رفتہ رفتہ نازک ہوتے چلے گئے اور انجام کار سال ۱۹۳۲ء میں مزدور گورنمنٹ کونسل ہوئی۔ ان پیام میں کنسرویٹو پارٹی کا رہنما بالڈون ابلاؤنیز میں زیریں لاج تھا اور چونکہ اس کے دوسرے درجہ پرنسپل جیمز لین پارٹی کا مسلہ لیڈر تھا۔ اس لئے اس نے مشکلات پر قابو پانے کی کوششیں شروع کی۔ جب تک ممکن تھا۔ اس نے قوم کے ناکدہ کو اپنی پارٹی کے فائدہ سے مقدم جانا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس بات کی تیاری بھی کہ وہ اپنے پراختیارات پر قبضہ پایا جائے۔ ان نازک ایام میں جانڈرٹنی کا میاں جیمز لین نے حاصل کیں۔ ان کا حال بہک کر معلوم نہیں۔

تاہم وہ ان لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ جو اس کے پہلو پہلو کام کرتے رہے تھے۔ آخر جب میکڈانلڈ نے مزدور پارٹی کو چھوڑ کر نئی مشترکہ قومی وزارت قائم کی تو اول اول جیمز لین کو وزیر صحت کا عہدہ

دیا گیا۔ لیکن بعد ازاں جلد ہی ہی وڈ وزیر خزانہ کے عہدہ پر مامور ہو گیا۔

بیشتر ناظرین کو یاد ہو گا کہ وہ فلپ سٹوڈن کا جانشین بن گیا جس نے ایک انقلابی دورِ سیاسی کے بعد پارلیمنٹ سے قطع تعلقی کر لیا تھا۔ اسی ایام میں آسٹن چیمبر لین کی زبردست حیثیت بھی کمزور ہونی شروع ہو گئی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اب بھی دارالعوام کی ایک بڑی طاقت محترم ہستی سمجھا جاتا تھا اور لوگ اس کو سیاست انگلستان کا بزرگ محترم، اگر نیکو اولاد میں، کہا کرتے تھے۔ لیکن سیاست کی دنیا جلد ہی پھر نیچا چھاؤں ہے۔ وہ زمانہ گزر چکا تھا۔ جب اس نے پارلیمنٹ اور میگزین میں بین کے ساتھ مل کر جینوا اور لوسکارڈ میں ایک نئے پُر امن یورپ کی بنا ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اول الذکر دونوں مدبر اس سے پہلے ملک عدم کا سفر اختیار کر چکے تھے۔ صرف آسٹن اُن کی یادگار باقی تھی۔ اس کا حال محتاج بیان نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ان ہر صاحب کی کوششیں محض نقشِ بر آب ثابت ہوئی تھیں۔ اس زمانہ کے بعد یورپ میں نئی نئی طاقتیں اور نئی نئی تحریکیں پیدا ہو چکی تھیں۔ یہی زندگی کے آخری ایام میں آسٹن کو ان مسائل غلطی کی دھندلی سی صورت دکھائی دینے لگی تھیں۔ جن کا مقابلہ اس کے بھائی لکڑی کی طرح بے گناہ اور ایک زمانہ پہاڑی گزرا تھا۔ جب دونوں بھائی آسٹن اور نبول ایک ہی وزارت کا بیٹھنے میں دوپٹے بدوش کام کرنے لگے۔ یعنی آسٹن

وزیر خارجہ فضا اور نیول وزیر صحت۔ اسی وزارت میں وٹسمن چپ چل بھی جو بعد ازاں نیول چیف لیٹن کمانڈر دست مخالف تھا۔ وزیر خزانہ کے عہدہ پر مامور رہا تھا۔ اگر سوائے اتفاق ہے کہ جہاں آسٹن کے شاندار اور لائق توصیف کام کا کوئی نشان بھی نظر نہیں آتا۔ وہ کام نیول چیف لیٹن نے وزیر صحت کی حیثیت میں بہت اب تک مفید نتائج پیدا کرے گا ہے۔

ایک سال ۱۹۳۲ء کے انتخابات کے بعد ایک ایسا کام اس کو مل گیا جسے کرنے ہوئے اسے معمولی کامیابی کے اور بھی اچھے موقعے نصیب ہوئے۔ کم و بیش چھ سال کے عرصہ دراز تک وہ وزیر خزانہ کے عہدہ پر مامور رہا۔ اس زمانہ میں اس نے یکے بعد دیگرے چار میزائے (بجٹ) پیش کئے اور وہ اس عہدہ میں کسی فیصلہ کن مالی اصلاحات ظہور میں آئیں۔ تاہم یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان موقعوں پر جتنی کم مکتہ چینی اس کے نام پر ہوئی۔ اس سے پہلے کبھی اس کے کسی پیش رو کے کام پر نہ ہوئی تھی۔ اس کے مخالفوں کو بھی بار بار یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ یہ خلیفہ کمار و ہارسی آدمی قوم کے حساب و کتاب اس خوبی اور صفائی کے ساتھ رکھتا چلا جاتا ہے کہ جب سے وہ اس عہدہ پر آیا ہے برطانیہ کے بادشاہ نے ہر پہلو میں مذاہن مرتقی کی ہے۔ نیول چیف لیٹن نے ۱۹۳۲ء کے مالی انقلاب میں تاک کی یہ ہمتی بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کی۔

غالباً اس کی زندگی کا سب سے معرکہ خیز دن چار فروری ۱۹۳۳ء کا تھا۔ جب اس نے اس قسم کے مسودہ استقالات پیش کئے کہ وہ برطانیہ

جو نین سولوں کے لئے عرصہ تک آزاد تجارت کا حامی رہا تھا۔ اصول تحفظ کا پیروں گیا۔ اس موقع پر اس کو محبوبہ اپنے والد ماجد کا ذکر کرنا پڑا کیونکہ آج وہ اس روز زندہ نہ تھا۔ جو ناکامیاں اس کو اپنی زندگی بھر کی کوششیں میں دیکھنی پڑی تھیں۔ ان کی نطفی ہونے دیکھ کر منور خورم و مسرور ہوتا اور دیکھتا کہ وہی تجاویز جو اس کے اپنے ذہن سے نکلی تھیں۔ وارا العوام ہیں ایک ایسے شخص کی طرف سے پیش کی ہو رہی ہیں۔ جو اس کے اپنے گوشت پر دست کا حصہ اور اس کا اپنا جائز جانشین تھا۔

اس موقع پر دونوں چیبر لین بھائیوں نے جن میں کہ ایک کی عظمت کا زمانہ گزر چکا تھا۔ لیکن دوسرا منزل تکمیل تک پہنچنے کے قریب تھا ایک لمحہ کے عرصہ تک ایک دوسرے کے منہ کو چپ چاب لیکن حدود درجہ متاثر ہو کر دیکھا۔

اس کے بعد اوٹا وڈ کا نفرنس ہوئی۔ تو سچ ہو چکی۔ یہ تجویز بھی جوزف چیبر لین کی ہی سوچی ہوئی تھی۔ جس کی دلی خواہش سلطنت برطانیہ کے مختلف حصوں کو ایک اقتصادی لڑی میں پرونا تھا۔ اس موقع پر نیول چیبر لین کو اپنے کام کا بیشتر حصہ بالڈون کے پہلو میں رہ کر کرنا پڑا۔

مشتہزہ قریبی حکومت کی پابندی کی مدد سے چیبر لین کی مالی حکمت عملی کو خوب مدد ملی۔ جنگ کے بعد کے زمانہ میں ملک کی اقتصادی حالت میں جو برسی پیدا ہوئی تھی اس کے باوجود اسے مالیات برطانیہ کے عہد استحکام کی منزل تک پہنچا دیا۔ اپنی مالی حکمت عملی کے سلسلہ میں یہ

دارم خطہ ناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنی ۵۳ء کے آخری بجٹ میں اس کو بڑھتی ہوئی اسلحہ سازی کے اخراجات پورا کرنے کے لئے اور ساتھ ہی لوگوں کو غیر معمولی کمبکسوں سے محفوظ رکھنے کے لئے وہ بجٹ ویز پیش کرنی پڑیں۔ جن کو بین الاقوامی پینس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے شہری حلقوں میں اہم عام طور پر ان لوگوں میں جو دوسری اور ملازمت دیتے ہیں۔ ایکسپریس جوائن ٹرین ان محافل پر یا تو کیا۔ اس سے پہلے جو ہندو کا عرصہ گزرا۔ اس میں یہ بات عام ہے کہ صاف پانی پینا کہ جب انڈیا نے یہ عظیم کے عہدہ سے ملے ہوئے ہو گئے۔ تو انہوں نے چیمبر لین اس کا حاشیہ بنایا۔ چونکہ اس سلسلہ میں ابھی سے جائے تھے۔ لیکن علامات ظاہر کرتی تھیں کہ نیول چیمبر لین نے آئندہ وزیر اعظم اور سروس بوس کا لیڈر ہو گا۔ کیونکہ صرف وہ اپنی تالیف کے لحاظ سے اس کام کو بخوبی کر سکتا تھا بلکہ بالکل سکا اپنا۔ اس کی حوصلہ تھا۔ غرض حالات کی مجموعی سے چیمبر لین کو اپنے زیر کو زیر مسودہ تامل میں کافی مزید کرنی پڑی۔ اگرچہ جس کے بنیادی اصول وہی رہے۔ رفتہ رفتہ طوفان کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ اور نیول چیمبر لین کے وزیر اعظم بننے سے امکانات وسیع تر ہوئے گئے۔ مئی ۱۹۵۶ء میں شاہ جارج ششم نے اس کو وزیر اعظم بنا دیا اور کنسروٹر جیو پارٹی نے بھی اُسے اپنا لیڈر مقرر کیا۔ اس موقع پر اس نے اپنے دلی جذبہ کا اظہار ایک نہایت مؤثر تقریر میں جو اس نے کچھ عرصہ بعد کیا اور موقع بری کی تھی۔ حسب ذیل الفاظ میں کیا تھا :-

وہ کچھ دن ہوئے میں ایک دھچک کتاب سا مطالعہ کر رہا تھا۔ مصنف
 نے اس کتاب میں ہستی بعد از مرگ کے متعلق مختلف نظریات کے قابل
 یقین ہونے یا نہ ہونے کے سوالی پر بحث کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی
 تھی کہ حقیقت میں سب سے زیادہ ناقابل یقین بات "انسان کی موجودہ
 ہستی ہے۔ فی الحقیقت دنیا میں آدمی کی زندگی کر سب سے بڑا معجزہ
 سمجھا جاسکتا ہے۔ رفتہ رفتہ ہم لوگ اس دنیا میں انسان کی موجودگی سے
 اتنے عادی و خوگر ہو گئے ہیں کہ یہ بات خیال میں نہیں آسکتی کہ دنیا
 اس کی ہستی کے بغیر قائم رہ سکتی ہے۔ لیکن میں جو بات کہتا ہوں
 یہ ہے کہ ایک اس سے بھی زیادہ ناقابل یقین بات اور ہے۔ یعنی میرا
 اس عہدہ پر فائز ہونا جو فی الحال میرے پاس ہے ؟
 ”مجھ کو اچھی طرح یاد ہے۔ مگر ٹھیکہ ستین آجگانی اکثر کہا کرتے تھے
 کہ کسی سیاست دان کے لئے چالیس سال کی عمر کے بعد ذرا عوام میں
 داخل ہو کر کامیابی حاصل کرنا اتنا ہی مشکل اور دشوار ہے۔ جتنا کسی چالیس
 سالہ عورت کے لئے بیٹج پر ایک کامیاب رفاقت ثابت ہونے کی وضاحت
 کرنا میرے خیال میں عام لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ جس نیلوں کی طرح ذرا سے
 حکومت بھی جوان ہونے چاہئیں۔ لیکن میری اپنی دانست میں اس معاملہ
 کا ایک پہلو بھی ہے ؟

میں اس موقع پر ایک چینی ضرب المثل کا حوالہ دیتے بغیر نہیں
 رہ سکتا۔ تم از کم میں اسے چینی ہی خیال کرتا ہوں۔ ایک مشہور امیر البحر

اس ضرب المثل کو بڑھے آدمیوں کے برسرِ عہدہ ہونے کے حق میں عموماً پیش کیا کرتے تھے۔ وہ ضرب المثل یہ ہے۔ ایک کمزور پانچ اونٹناب بھی کئی گدھوں کا بوجھ سہارنے کی طاقت رکھتا ہے یا

جیسا ناظرین دیکھیں گے۔ ان فقرولہ میں ایک اس طرح کا خشک مذاق پوشیدہ ہے۔ جس کی صحیح خوشی صرف چیمبرلین کے دوستوں کو ہی معلوم ہے۔ نیز اس کے علاوہ حجاب اور شرمیلہ یعنی اس طرح کا شرمیلہ بن جو کسی وزیرِ اعظم کے لئے ضرورت سے زیادہ سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن اب تک جو حالات بیان کئے جا چکے ہیں۔ ناظرین نے ان کی بنا پر معلوم کیا ہوگا۔ کہ چیمبرلین شروع ہی سے احتیاط و استغنی سے قدم اٹھانے کا عادی رہا ہے۔ جب اس نے اس زمانہ میں عثمانیہ حکومت ہاتھ میں لی۔ جو خارجہ حکمت عملی کے لحاظ سے نہایت ہی پیچیدہ سمجھا جاتا تھا۔ یعنی اس زمانہ میں جب وہ ان پر قبضہ ہو چکا تھا اور جرمن حبشہ اور سپین کی خانہ جنگی نہایت قریب نظر آتی تھی۔ تو اس نے اس موقع پر بھی احتیاط و انتہائی پالیسی ہی اختیار کی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کی سوچی ہوئی تدبیر اور قاعدہ پہلے سے تیار تھے۔ لیکن وہ ان تجویزوں کو عملی صورت دینے سے پیشتر اپنے عہدہ کے سرانصہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا ضروری خیال کرتا تھا۔

جس وقت نڈل چیمبرلین وزیرِ اعظم بنا تو کنسرویٹو فریق نے جیسا کہ اس کا فرض تھا۔ پُر عجز عقیدت کا اظہار کر کے فریق مخالف نے جی

حسب ضرورت نکتہ چینی کی۔ لیکن اصولی اور بنیادی طور پر دیکھا جائے تو اس زمانہ میں خارجہ حکمت عملی کے مسائل میں کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ اس کا طریق کار یا لائحہ عمل کیا ہوگا اور وہ زمانہ اسی قسم کا تھا کہ خارجہ حکمت عملی باقی تمام باتوں پر حاوی تھی۔ نگاہ بگاہ رنگ اس بات کا شک کرنے لگتے تھے کہ وہ علیحدگی پسند ہے۔ لیکن عملی ثبوت نہ اس رائے کے حق میں ملتا تھا۔ اور نہ اس کے خلاف۔ وزیر خزانہ کی حیثیت میں اس سے سیاست خارجہ کے مسائل میں کچھ بھی حصہ نہ لیا تھا۔ کیونکہ یہ کام اس زمانہ میں انٹرنی ایلڈن کے ذمہ تھا۔ صرف ایک موقع پر اس نے اپنے آئینہ پروگرام کا کچھ دھندلا سا نقشہ پیش کیا تھا۔ یعنی جون ۱۹۳۶ء میں ایک ڈیز کے موقع پر یہ بات اس نے کہی تھی کہ مجموعی تحفظ اپنی اصولی صورت میں ناقابل عمل پایا گیا ہے ۛ

مشرع مشروع میں کسی کو معلوم نہ تھا کہ آیا چیمبرلین برطانیہ کی خارجی حکمت عملی کے سوال میں آخری فیصلہ کا حق اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا ہے یا کسی دوسرے کے حوالے کرنا۔ لیکن جلدی ہی یہ بات معلوم ہو گئی۔ کہ پہلی صورت اس کو پسند ہے۔ نیول چیمبرلین نے اپنے ذہن میں ایک مفصلہ قائم کر لیا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے زور داروشش شروع کی۔ یہ مقصد کیا تھا۔ اس کا حال مختصر لیکن صحیح خطوط میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ وہ یورپ میں امن قائم کرنا چاہتا تھا اسے اس بات کا پورا یقین ہو گیا تھا کہ زمانہ گذشتہ کے طریقے

جن کا تعلق قوموں کی لہگ با مجموعی تحفظ یا اسلحہ سازی کی پابندیوں سے تھا۔ بعد از وقت اعلان حاصل ہیں۔ ان سے عملی طور پر فائدہ کسی بجائے نقصان پہنچتا ہے۔ ان باتوں سے امن قائم نہ ہوتا تھا۔ بلکہ کسی طرح کی پیچیدگیوں پر حصی جانی تھیں۔ برطانیہ کی خارجہ حکمت عملی ہمیشہ یہ رہی تھی کہ یورپ کے لئے محکوم نہ کئے جائیں۔ لیکن جلدی ہی یہ بات واضح ہوتی شروع ہو گئی۔ کہ ڈکٹیٹروں اور جمہور پسندوں کا پہلو بہ پہلو امن اور آشتی کے ساتھ نہ سنا سلی جو پر ناممکن ہے۔

جیمز بیرلین اس خطرہ کی روک تھام ضروری سمجھتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یورپ کے طریقے بے سمجھتا رہ رہے ہیں۔ تو اس نے نئے طریقوں کی تلاش شروع کی۔ لیکن اس کا حالی تو زمانہ آئندہ میں ہی جانا جاسکتا تھا۔ کہ جو طریقے اس نے پسند کئے وہ کسی حد تک صحیح تھے۔ لیکن دنیا کو جلدی ہی یہ بات معلوم ہو گئی۔ کہ جیمز بیرلین نے نئے طریقوں کا حامی ہے۔ اس کا سب سے پہلا ثبوت جو اس کی طرف سے علاوہ اس ذاتی خط کی صورت میں تھا۔ جو اس نے مسوینی کے نام اس مضمون کا لکھا تھا کہ ہمیں آپس میں مل کر دروڑوں ملکوں کی باہمی کشیدگی نزع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ وزیر اعظم کی اس کارروائی سے شروع میں ہی اس کا اپنے فیہووان وزیر خارجہ اینتھنی ایڈن کے ساتھ اختلاف رائے ہونے لگا تھا۔ یہ اختلاف رفتہ رفتہ بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ انجام کار وزیر خارجہ کو ستمبر ۱۹۳۸ء کے آغاز

میں عہدہ وزارت شریک کر دینا پڑا۔ جب ایوان نے اسے طے دیا۔ تو
 فیصلہ مخالف کی بنا پر آوازیں جو پہلے ہی جیمبر لین کو فیسٹ
 خیالات کا حامی کہنے لگے تھے بلند تر ہوئی سرخ ہوئیں۔ کچھ لوگ
 یہ کہنے لگے کہ خاندان ایڈمرکالز جیمبر لین کی خارجہ حکمت عملی میں ہر
 موقع پر نمایاں ہو رہا ہے۔ لیکن ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے
 حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہو یہ ہنسنا کہ وہ فیسٹ جماعت کا حلقہ
 ہے۔ سراسر غلط سمجھا جاسکتا ہے۔

میں آزادی کا معتقد اور حامی ہوں۔ اس جگہ آزادی نہیں۔ وہاں
 جمہوریت بھی نہیں اور میں وہ شخص ہوں کہ جمہوریت کی برکت راسی سے
 لئے نہ صرف خیالوں کو آگے بڑھوں گا۔ بلکہ اس ملک کے باشندوں
 کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلوں گا۔ اگر برطانیہ پر حملہ کیا گیا تو وہ اپنی
 حفاظت اسی خوش اسلوبی کے ساتھ کر سکتا ہے جس طرح اس
 سے پیشتر کرنا رہا ہے۔

جو آدمی اس طرح کے واضح اور صاف الفاظ میں اپنی جمہوریت
 پسندی کا اظہار کرے گا۔ اس سے لئے اپنے عہدہ وزارت میں نہ دیکھنا
 کس قدر موجب تکلیف ثابت ہوا ہوگا۔ کہ واقعات یکے بعد دیگرے
 اس طریقہ پر ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ جن سے نہ صرف برٹش جمہوریت
 کا مستقبل بلکہ خود برطانیہ کی جمہوریت بھی خطرہ میں پڑتی نظر آتی ہے۔
 جیمبر لین نے جو کوشش مسو لین سے آشتی پیدا کرنے کے لئے کی تھی

وہ بعد از وقت ثابت ہوئی اس لئے کہ مسولین کے ہاتھ اس سے پہلے
 ہی جکڑے جا چکے تھے۔ حتیٰ کہ جب ۱۱ مارچ ۱۹۳۸ء کو آسٹریا کے
 چانسلر شٹاک کو مسقفی ہونے پر مجبور ہونا پڑا اور جرمن فوجوں نے
 آسٹریا میں داخل ہو کر اس کی آزادی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا تو وہ
 تمک ٹمک دیکھتے رہنے کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ ان حالات میں برطانیہ
 اور فرانس کی عظیم معر بنی جمہوریوں کو بھی طے شدہ واقعات قبول
 کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہا۔ وجہ یہ کہ اگر کوئی اور چارہ کار تلاش
 کیا جاتا تو نتیجہ جنگ کے سوا کچھ نہ ہو سکتا تھا لیکن امر قابل ذکر یہ ہے
 کہ گوان ایام میں مخالفوں نے چیمبرلین کی جمہوری پالیسی پر سختی سے
 نکتہ چینیوں اور حرف گیر بال کیوں کیا۔ تاہم وہ امن کا حامی بن رہا اور
 آسٹریا کے ساتھ میں داخل اندازی کے لئے آمادہ نہ ہو سکا۔ انہی
 ایام میں مہربانیہ میں خانہ جنگی نے جو حالات اختیار کئے۔ وہ بھی
 کچھ کم صبر آزمانہ تھے۔ ہر چند بڑے ملکوں میں اس بات کا معاہدہ
 ہو چکا تھا کہ اس خانہ جنگی میں کسی طرح کی دخل اندازی نہ کی جائیگی اور
 برطانیہ نے اس معاہدہ کی شرطوں پر عمل بھی پوری کر رکھا۔ تاہم
 اٹلی اور جرمن برابر جرمنیل فرینکو کو نمایاں فوجی امداد دیتے رہے۔ چونکہ
 مہربانیہ کے نیشنلسٹ فرنٹ کے ہوائی حملوں سے برطانوی ارغیا
 کی جان و مال کا نقصان برابر ہو رہا تھا اس لئے فرنٹ مخالف کو چیمبر
 لین کی جمہوری پالیسی پر اور بھی زیادہ سختی سے نکتہ چینی کا موقع مل

گیارہ لکھ چیمبر لین کے حق میں یہ بات کہنی ہر مٹی ہے کہ اس نے صرف
 تین ہی الفاظ کہنے تک تنازعہ کی۔ لوگوں نے ان کی کوششوں
 کے بے نتیجہ ہونے کو کمزوری سمجھا۔ تاہم یہاں تک کہ لیکن سوال یہ پیدا
 ہوتا تھا کہ اگر اس کو خیر برہانہ ایسی بغیر جانب داری کو چھوڑ دیتا تو
 بلجیئم پرپ کی جنگ عظیم کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا اور چیمبر لین کی
 خواہش یہ تھی کہ زیادہ نہیں سونگم از کم ایک سلسلے تک کے لئے یورپ میں
 امن قائم رہے۔

اس کٹ گشتی کے زمانہ میں یہ بات رفتہ رفتہ واضح ہوئی شروع
 ہو گئی کہ وزیر اعظم نے برطانیہ کی خارجی حکمت عملی اپنے ہاتھ میں لے لی
 ہے۔ چنانچہ ایڈرن کے مستعفی ہونے پر اس نے اپنے دوست لارڈ
 ہیلی گنس کو اس عہدہ پر مستر کیا۔ کیونکہ وہ ہر بات میں چیمبر لین کی
 پالیسی پر عمل کرنے کے لئے آمادہ تھا۔ اسکی دونوں دان سمارٹ کو جو چیمبر
 لین سے بیشتر برطانیہ کو خارجی پالیسی میں بڑا اثر رکھتا تھا۔ ایک نشان
 دار خطاب دے کر اس کے سارے اختیارات چھین لئے گئے۔

یورپ کے بین الاقوامی نزاعات کے متعلق جو امن پسندانہ رویہ
 چیمبر لین نے اختیار کیا تھا اس کی بدولت رفتہ رفتہ اس کا مرتبہ
 وزارتِ خارجہ میں پڑنے لگا۔ تاہم یہ ہے کہ اخبار ڈیلی ایکسپریس کو بھی
 اس بات کا شک بہا ہوتا کہ چیمبر لین درپردہ بلیجر کی پسند ہے۔
 چنانچہ مجموعی طور پر اس کی پالیسی کی حمایت کرنے ہوئے بھی اخبار مذکور کو

ایک مضمون اس عنوان سے شائع کرنا پڑا۔ مسٹر چیمبرلین۔ یہ فیسیٹ
فصلہ پڑا ہے؟ کیوں نہیں آپ اس کی تردید کرتے؟

یہ حال تو تھا معاملات خاصہ کا۔ اور ملکی معاملات میں بھی وزیر
اعظم کو کسی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حکومتی حلقوں میں اس سے
وزیر محکمہ ہوا بازی مارٹن اسونٹن پر کڑی عکسہ جیوخی کی گئی اور جب انجام بہار
چیمبرلین نے اس سے بے تعلقی کر لی تو اس پر اس وجہ سے چوٹیں ہونے
لگیں۔ وہ اپنی ذمہ داری اپنے ہم جلیسوں کے کندھوں پر ڈال کر
اپنی ننگی خلاصی کرتا ہے۔ لیکن دوسری جانب کسی ایک معاملات میں
اس کو کامیابی بھی نصیب ہوئی۔ ہورلڈ شائے جسے چیمبرلین نے وزیر
جنگ معترف کیا تھا۔ فوج میں انقلابی اصلاحات متروک کیں۔ وزیر
اعظم کی منشا اور اتفاق رائے سے فوج کے جنرل سٹاف میں سے
بڑے بڑے افسروں کو نکال کر فوج انوں کو بھرتی کیا گیا۔ ان حیرت انگیز
اور وسیع تبدیلیوں کو دیکھ کر وہ لوگ چو کئے ہوئے۔ جن کا خیال تھا
کہ چیمبرلین بھی اس طرح کے اوالعزبانہ کاموں کی اسناد نہیں
کر سکتا۔

اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جوزف چیمبرلین نے مسئلہ
آئرلینڈ کی بنا پر حکومت سے قطع تعلق کر کے وزیر اعظم بننے پر ہمت
ہاتھ سے کھو دیا۔ تاہم نیول چیمبرلین نے اس صدیوں کے پڑنے
جھگڑے کو خوشگوار طریقہ پر سلجھ کر ایک عظیم الشان فتح حاصل کی۔

برطانیہ اور آئرلینڈ کے درمیان جو تباہی مچا رہی ہے اور جو تباہی ہو رہی ہے
 نو آبادیات کیلئے ایک مکمل دنیا کی کوششوں سے زیادہ بڑا تھا۔ اس کی ہولناکی
 آئرلینڈ کو ایک ذلیل آزاد ملک میں تبدیل کر دیا تھا۔ جو اسے غور سے کر ایک
 نسل پرست جس کا روالہ کیوزوف چیمبرلین نے سلطنت برصغیر کے
 حق میں بہتر سمجھا تھا۔ یہی آخر کار سلطنت کی تقویت و استحکام کا موجب
 ثابت ہوئی۔

اس موقع پر چیمبرلین کے مدعی مخالف بنسٹن چرچیل سے تو ایک
 ہیبت ناک خطرہ کی پیش بینی کرتے ہوئے جہانگیر انداز سے محض انہماق تفریر
 کی تھی۔ تاہم آئرلینڈ کے ساتھ برطانیہ کا جو عجیب و غریب تعلق ہے۔ اس کی بدولت
 ہر ایک سربراہ طینان ہو گیا ہے۔ اور ان کی اس سبابت کا بھی پورا
 یقین ہوئے لگا ہے کہ چیمبرلین اپنی سن کی ایسی ہی کی دروس۔ ضروری اپنے
 تقاضا حاصل کرے گا۔ اب موقع پر جب چیمبرلین نے انگلستان کا
 زراعت کا تحفظ منظور کر کے عالمگیر تجارت میں آزاد تبادلات کی تحفظ
 کی نوکسر ہو پڑی ہے کچھ لوگوں نے اس کی زبردستی مخالفت شروع
 کر دی تھی۔ لگا آ کر ہی مفقود۔ اب یہ سربراہ چیمبرلین پر الزام عائد کرتے
 گئے کہ جو صنعت و حرفت کا حامی اور زراعت کا دشمن ہے۔ چنانچہ
 تحسیر و تفریر کے ذریعہ سے اس فرین نے مخالفت کا ایک پڑ جو
 طوفان پیدا کر دیا۔ لیکن چیمبرلین کی اس پسندی میں تمام برہمچی اڑے
 آئی۔ اس نے مخالف جماعت کے ساتھ عداوت کی جس سے کھٹکھٹ و شبنم

کر لی۔ نواب آئی گئی ہو گئی ۛ

پارلیمنٹ کے ممبر اس وقت تک کہ نپول چیمبرلین وزیر اعظم بنے۔
اُس کی نقشہ برداری میں عالمانہ رنگ کے قاتل نہ تھے۔ لیکن اب اُن کو
جیسی اس کی مناصحت نہ بلاؤنت تسلیم کرنی پڑی۔ جب ۱۹۳۷ء کی گریبول
میں اس نے اسلحہ سازی کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی خارجہ
حکمتِ عملی کی حمایت کی اور جمہوریت و آزادی کے حق میں افسار
خیالات بے۔ تو مخالف بھی اس کی خوبیِ گفتہ بہ کا لوہا مان گئے۔ اور بول
اُٹھے۔ کہ ایسی شان دار مناصحت سا دہا سال کے عرصہ میں کبھی سننے میں
نہ آئی تھی۔ اب تک شرم و حجاب کی جو باندیاں اس نے اپنے اوپر قائم
کر رکھی تھیں۔ ٹوٹ گئیں۔ ورنہ آگیا۔ جب وہ اپنی مرضی کے مُطابق
ہر ایک کام بے دریغ کر سکتا تھا۔

لیکن چیمبرلین کی شخصیت اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ کچھ
نوعہ کے بعد اس مشکل زمانہ میں ظاہر ہوئی۔ جب ستمبر ۱۹۳۹ء میں نیکو
سلوواکیہ کو جیہا تک مشکلات کا سامن کرنا پڑا۔

س زمانہ تک جیہا ہم پیشتر لکھ چکے ہیں۔ چیمبرلین کی وزارت
کا میانی اور ناکامی کے بیچ میں ایک غیر معین زرخیز کھنٹی تھی۔ چیمبرلین
نے یورپ میں امن قائم کرنے کے لئے جو کوششیں کی تھیں۔ اُن کی
بدولت کچھ حسد و انتراکج حاصل بھی ہوئے تھے۔ لیکن ان کے ذریعہ
سے یورپ کی مکرر فضا بالکل صاف نہ ہوئی تھی۔ نیکو سلوواکیہ کے معاملہ

نے اس بھرے ہوئے پیانہ کو جھلکا دیا۔
 آسٹریائی سفیر کے بعد جرمن گورنمنٹ نے اس بارن کا وعدہ کیا تھا
 کہ ہم نہ بچہ سلوائیہ کے خلاف پیش دستی کی کوئی کارروائی نہ کریں گے۔
 لیکن اس کے باوجود بچہ سلوائیہ کے اندر جو جرمن آبادی قلیل تعداد
 میں موجود تھی۔ اس نے جرمن ویش کی تحریک وادارہ۔ یہ دھکی آمیز
 رویہ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ ۲۴ مارچ کو کراہس ماو کے مقام پر سلیپین
 نے اپنے آٹھ مطالبات پیش کئے۔ زیچ حکومت نے ان اصلاحات
 کی مشوری سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس سے ہمارے ملک کی بہتری خطرہ
 میں پڑتی ہے۔ جب زیچ حکومت اور سوڈن جرمنوں کے درمیان
 باہمی کشیدگی بڑھتی گئی اور حالات زیادہ پیچیدہ صورت اختیار کرتے
 گئے۔ جب برلین نے پھر ایک مرتبہ نئی طرح کا شخص فیصلہ کیا۔ یعنی لارڈ
 رنسی مین کو برطانیہ مامور کی ایک جماعت کے ساتھ باہمی سمجھوتہ کرانے
 کے لئے پر ایک بھیج دیا۔ جولائی کے آخری اہام سے لے کر اگست کے
 درمیان عرصہ تک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید رنسی مین کی گفت و شنید
 کا سبب ثابت ہوگی۔ لیکن ۵ اگست کو جرمنی میں لام ہندی شروع
 ہو گئی۔ دس لاکھ کے قریب فوج اکٹھی کی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی چار
 لاکھ سپاہی بریٹن کی مغربی سرحد پر استحکامات کی بہبودی کے لئے
 بھیج دیئے گئے۔ جو درپ میں ہر شخص نے بہن گھا کہ جرمنی بخیر کے طور پر
 یہ نام ہندی کر رہا ہے۔ اور یہ نام ہندی درجہ اول میں زیچ سلوائیہ کے

خلاف اور وجہ نافی ہیں اس کے معرہ بی معاون خزانہ کے خلاف ہے۔

اس کے بعد واقعات نامک کی سی بی بی رشتہ کے ساتھ ظہور میں آتے چلے گئے۔ جلد ہی یہ بات پہنچ ہو گئی کہ برسن کی سہری میں سوڈن میں جرمن زینچ حکومت کے اند کسی بھی شرط پر رہنے کے لئے تیار نہیں۔ جا بجا فسادات ہوئے لگے۔ جرمن اخبارات نے یہ سچا سا دلیہ کے خلاف جی بھول کر ہر انگلستان شروع کر دیا۔ جس کا مطلب یہی سمجھا جاسکتا تھا کہ وہ جرمن کو دخل اندازی پر اگسا رہے ہیں۔ نہ سچو سلو آئیہ کے خطرے کے اس زمانہ میں سرین مخالف کی طرف سے وزیر اعظم چیمبرلین پر اس بنا پر جوٹیں ہوئی رہتی تھیں۔ کہ جب اس نے زینچ رسی بیگ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ تو پھر اس وعدہ کو کیوں نہیں پورا کرتے؟ لیکن چیمبرلین نے جوٹے پر ہم ۲ مئی کو کی بھنی۔ اس کے آگے قدم بڑھانا منظور نہ کیا۔ تب اس نے کہا تھا کہ جنگ ہونے کی صورت میں میں برطانیہ کی طرف سے کسی طرح کا عوامی وعدہ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر جنگ شروع ہوئی۔ زمینیں اغلب ہے۔ بشریک جنگ ملکوں کے علاوہ کئی اور ملکوں کو بھی اس آگ میں کو ذلہ پڑے۔

در حقیقت چیمبرلین اپنے اس مختار بیان کے ذریعہ سے ایک طرف جرمن کو خبردار کرنا چاہتا تھا اور دوسری جانب یہ بھی اس کا منشا تھا۔ کہ پیش از وقت ہی مخالف محاذ قائم و مستحکم ہونے پائیں۔

بعد کے واقعات محتاج بیان نہیں۔ اسے برکور ڈیوائف ہلکے نیورم
 برگ ہارٹی ٹانگرس کے موقع پر ایک فیصلہ کن نفس برکی۔ اس کے مطابق
 پیش کیا کہ نہ سچو سنو آریہ کے اندر جرمن اٹلیوں کو حکومت خود اختیاری کا
 حق حاصل ہونا چاہئے۔ اس کام میں جرمن دانش اس کے مدد دینے کے
 لئے تیار ہے۔ اس کے ۶۷ ٹکٹوں کے بعد سو ڈیٹن ہرٹون نے نے لڑنے کے
 گورنمنٹ کو ایک الٹی میٹم پیش کیا۔ اس کا کچھ جواب نہ آیا۔ اس کے ساتھ
 ہی جب میں نوے لڑنے کے سرحد پر جمع ہوا تو اس نے کہا کہ وہ یورپ
 میں اس خیال سے ذہنیت کی فکر پھری پسند ہو گئی کہ پھر ایک بار
 عالمگیر جنگ متروک ہوئے کو سے اور کوئی نہیں جانتا اس کا آغاز
 کس وقت ہو جائے گا۔ اس سانحہ کی میزبانی میں یورپ کے سارے
 ممبر سخت ہر سال ملین بے بس کھڑے ایک دوسرے کا منہ تنک
 رہتے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب چین میں نے اپنا سب سے بڑا اور
 شان دار نام لکھی کارنامہ کیا۔ یہیں وقت سے چینیوں نے اس عجیب و غریب
 صورت دی۔ جسے وہ بڑی ملت سے اپنی پسندیدہ سچے ہوئے تھا
 سادہ اور سادہ نام لفظوں میں اس نے ایک نام لکھا کہ تھو کے نام اس
 معنیوں کا بھیجا کہ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ چند گھنٹوں
 کے اندر اندر جواب دہ معمول ہو گیا۔ جن میں وزیر اعظم نول جیمز بریڈن
 کی شوق سے تشریف لےنے کی عزت دی گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ دنیا
 اپنی حیرت پر غالب آسکتی۔ برطانیہ کا ۹۹ سالہ گڈھا وزیر اعظم ہوئی

جہاز پر بیٹھ کر میونخ پہنچ گیا۔ اپنی عمر میں وہ اس سے پہلے کبھی ہوائی جہاز پر نہ بیٹھا تھا۔ مزے داری دیکھے کہ اس سے چند منٹے پیشتر بادشاہ سلامت نے اپنا ذاتی جہاز یہ کہہ کر اس کو پیش کیا تھا کہ آپ سکاٹ لینڈ جا کر ٹوئن ماہی گیری پورا کریں۔ تو پڑھے مدیر نے مسکراتے ہوئے افکار کر دیا تھا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ میں کبھی اپنی عمر میں ہوائی جہاز پر نہیں بیٹھا اور نہ کبھی بیٹھوں گا۔ لیکن اب دیکھئے کہ وہی شخص ایک مینر رزناسر طائی ہوائی جہاز پر سو رہا کہ ایک تاریخی ملاقات کے لئے جا رہا ہے :

مونہائے اٹھوینان کا سائنس بیا۔ جہاں پہلے سخت مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں اب اُمید نے تکرار حاصل کرنی شروع کی۔ اسے اُمید اُس وقت اور زیادہ بڑھ گئی۔ جب اسٹندگان جرمن نے برطانی مہمان کا برٹری دھوم دھام سے استقبال کیا اور محبت اور تعریف کے ساتھ پیش آئے :

اس موقع پر ہٹلر اور جمہوریت کے درمیان جو گفتگو ہوئی۔ وہ اُمید سے بہت زیادہ مختصر ثابت ہوئی، اور دوران گفتگو میں ان دونوں کے علامہ صرف ایک آدمی اور موجود تھا یعنی ہیرنگٹ جو نر جہان کا فرض ادا کرتا تھا اس گفتگو سے چیمبر لین کو کچرا لیا بن ہو گیا کہ ہٹلر کا اطمینان اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ موڈلین جرمن علاقے زیرِ سلاویہ سے سے علیحدہ کر کے جرمن دیش میں شامل کر دیئے جائیں۔ چیمبر لین کی

ذاتی سائے پہنچی کہ حکومت خود اختیاری سائنس سوسائٹی جبرمنوں کو خیر
 ملنا چاہئے۔ لیکن وہ برطانیہ ایف سائنس کی حکومتوں سے مشورہ لئے بغیر
 کسی قسم کی بڑی رعایت نہ بنا منظور نہ کر سکتا تھا۔

پس وہ لندن کرہ اہل فضا اور برطانیہ ایف سائنس نے مل کر ہند
 کے مطالبات کی بنا پر امن کی نئی تجویز سوچی۔ جب دونوں گولے نئے میں
 زیچ حکومت پر دباؤ ڈالا تو اس کو بارے اندھا نہ رہا۔ جن جن ۲۰ ستمبر
 کو چیمبرلین کا ہوائی جہاز بھرا، نہ آسے لے کر آئے اور ہائی ممبر
 وہ دربارے سابق کے گارے گولے بڑے ہیچ۔ سرانجام بہت سے ک
 کا منتظر تھا۔ اب سائنس دانوں کی امید چیمبرلین کی فضا۔ دلہن نہ تھی اس
 وقت اس کی حیثیت محض ایک برطانوی مدبر کی تھی۔ بلکہ سچ پوچھتے۔ نووہ
 لائبرائی و خلق خدا کا قائم مقام بن کر تلاش امن کے لئے اس جگہ
 آیا تھا۔

گوڈس برگ میں جو کچھ ہوا اس کا حال پیشتر ناول میں کر دیا ہو گا۔
 اب ہٹلر کے مطالبات سابق کے مقابلہ میں بہت زیادہ بڑھ گئے تھے۔
 وہ ایسی ایسی باتیں پیش کرتا تھا جن کو منظور کرنا عملی طور پر ناممکن تھا۔
 ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے مطالبات کو زور منوانے کے لئے جبرمن
 فوج کو بھی تیار کر رکھا تھا۔ برطانیہ دیر بحث باختم نہ رہا۔ لیکن کوئی
 خاص نتیجہ حاصل ہونا نظر نہ آتا تھا۔ آخر جن گھنٹوں کے لئے اس گفت
 و شنید منقطع کر کے دونوں آدمی یعنی چیمبرلین اور ہٹلر دبا تے رہے لیکن

چھائے ہوئے تھے۔ ایک آواز ایسی غمی۔ جو امید کا دامن نہ چھوڑتے
 ہوئے اب تک حوصلہ کی جھلک اپنے اندر رکھتی تھی۔ ہارلمینٹ کا وہ
 اجلاس شروع ہونے سے پہلے جس نے جنگ کے متعلق آخری فیصلہ
 کرنا تھا۔ صرف ۲۴ گھنٹے قبل نیول چیپیرلین نے براؤ کا سٹ کرتے
 ہوئے یہ لفظ کہے تھے۔ جب تک عملی طور پر جنگ شروع نہ ہو جائے
 ہمیں امید ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔

دورانِ نقشہ رپ ہیں اس نے زمانہ حال کی ہیبت تک جنگ کا
 نقشہ جن الفاظ میں کھینچا وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ کہا :-
 ”گنتی صیبا آگ۔ سیکن اس کے ساتھ ہی گنتی ناقابلِ یقین یہ حقیقت
 ہے۔ کہ ہم ابھی سے خندقیں کھودنے اور گتیں کے نقاب تقسیم کرنے
 لگے ہیں“

تاہم وہ برطانی رنابا کو کسی دھوکے میں نہ رکھنا چاہتا تھا۔
 اس نے عوام کو ہر قسم کے مہیب امکانات کے لئے تیار کرنا ضروری
 سمجھا۔ دنیا حالات کی رفتار سے اس قدر تیز آچکی تھی۔ کہ جب
 چوپیس گھنٹہ کے حبر میں الٹی میٹم کی موجودگی میں چیپیرلین نے ریڈیو
 پر نقشہ رپ کی فوٹو شخص کا نبال تھا کہ بس امن کا خاتمہ ہے۔ کسی کو
 چیپیرلین کے بے حوصلہ اور بے جان وعدوں پر یقین نہ دیا
 تھا۔ تاہم اس نے کہا :-

”جب تک صلح اور امن کا بعید سا امکان بھی باقی ہے۔ یہیں

نہ تو آشتی آمیز سمجھوتہ سے بائیس ہول اور نہ صلح اور آشتی کے لئے
اپنی کوششیں ترک کر دے گا۔ میرا تو یہاں تک خیال ہے کہ اگر میرے
جو مینی جانے سے کچھ بھی ناکامہ ظہور میں آسکتا ہو۔ تو مجھ کو سہارا دہاں
جانے سے بھی نابل نہ ہو گا لیکن افسوس دوست مجھ کو کوئی بات
ایسی نظر نہیں آتی۔ جو میں سمجھوتہ کے بارے میں کر سکوں۔“

اب دُنیا میں صرف ۲۴ گھنٹوں کے لئے امن باقی رہا تھا۔ اس کے
بعد واقعات کا تیز رفتار کے ساتھ شروع ہو جانا یقینی تھا۔ جرمن
نہ چاہتے کہ یہ معاملہ کر دیں۔ فرانس اور روس اپنے کئے ہوئے معاہدات
کے مطابق اس کی امداد پر مجبور ہوں اور بڑا بہ کو اپنے سیاسی رفیق
فرانس کی امداد کو ملنی پڑے گی۔ اس طرح عالمگیر جنگ شروع ہو جائیگی۔
۲۴ گھنٹہ کا عرصہ ایک سرسبز چھببڑ عرصہ تھا۔ لیکن اس عرصہ کے
اندراجی چیمبرلین نے وہ کام کر کے دکھایا۔ جو طاقت انسانی سے باہر
سمجھا جاسکتا ہے۔ ہٹلر کے نام کچھ نئے بیانات بھیجے گئے۔ اور روزیٹ
دپر دھان امریکہ نے امن کے سلسلہ میں اس آدمی کی نامید شرف کی
جو اس وقت آخر میں ہٹلر کی رائے پر اثر انداز ہو سکتا تھا۔ اشارہ
مسو لین کی طرف ہے۔ یہی وہ وقت تھا۔ جب مخالفوں کو یہ جاننے کا
موقعہ ملا کہ چیمبرلین نے اٹلی کے ڈکٹیٹر سے جو دوستانہ پیدا کیا تھا۔
وہ بے نتیجہ ثابت نہ ہوا۔ چنانچہ مسو لینی فصل انداز ہوا۔

لیکن ۲۸ ستمبر ۱۹۳۸ء کو چیمبرلین نے پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر

یہ بات کہی کہ ”میں نے امن کے لئے جو کوشش کی تھی۔ انہوں نے اس کا کچھ نتیجہ نہیں نکل سکا، لہذا اس کو یہ بات معلوم نہ گئی کہ اس کی گفتگو کے آخری فقرے جنگ کی بجائے امن کا اعلان کرنے والے ثابت ہو گئے۔ اس موقع پر جو گفتگو چیمبرلین نے (جو دنیا کی قسمت کی باگ اپنے ہاتھ میں رکھنا تھا) کی وہ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک رہی۔ وہ اس تقریر کے آخری حصہ تک پہنچ چکا تھا کہ لارڈ اسٹورم نے اس کا مذاق اڑا کر پھر چیک سے اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ معلوم ہوا کہ ہٹلر نے پھر ایک مرتبہ اس کو ملاقات کے لئے مہینہ بچ طلب کیا ہے۔ اس دفعہ کے ہاتھ میں آنے سے پہلے چیمبرلین یہ جانتا کہ الفاظ ”چکا تھا“ مجھے اس بار میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ میرے جلسے ہی جلسہ کا ہے، اتنے میں اس نے رفتہ رفتہ کا مضامین بڑھا۔ غصہ بڑھ گیا کہ اسے لئے پارلیمنٹ میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ یگانہ چیمبرلین کے چہرہ پر آنا کی تبدیلی نمایاں ہو گئی کیونکہ اس پر زور کا مذاق میں جو کچھ کھا ہوا تھا۔ اس کے معنی یہی ہو سکتے تھے کہ اب جنگ نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کی دلی آرزو کے مطابق امن ہی قائم رہے گا۔ چنانچہ اس نے تقریر کرتے ہوئے کہا :-

”میں ہوس کو ایک نئی خبر سننا ہوں۔ ہٹلر نے مجھ کو اطلاع بھیجی ہے کہ وہ کل صبح مجھ سے بمقام مہینہ بچ ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔“

چہرے پر مسکراہٹ پیدا ہو گئی اور ساتھ ہی اس نے کہا :-

”آپ تو کچھ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ جواب کیا ہوگا،“

اس موقع پر کہیں سال ویسٹ منسٹر میں خوشی کے ایسے نظارے دیکھے گئے۔ جن کی مثال ایک مدت دراز تک دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ خاندان شاہی کے لوگ مندرجہ سب ممبران پارلیمنٹ۔ اخبار نویس اور نام پہلک نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اظہارِ مسرت کیا۔ کیونکہ ہر شخص محسوس کر رہا تھا کہ جمہوریت نے وہ کامیابی حاصل کر کے دکھائی ہے جو طاقت انسانی سے باہر معلوم ہوئی تھی۔

میدونچ کالفرنس کے بعد واقعات نے جو صورت اختیار کی۔ اس کا حال محتاج بیان نہیں۔ حالات اس قدر نازک ہیں کہ ہر شخص اُمحی بنا پر اپنے آپ بقیہ اخذ کرتا ہے۔ ہر فی الحال کسی بات کے حق میں یا خلاف کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ مگر ہاں ایک بات یقینی ہے۔ جمہوریت نے جیسی زبردست کوشش پُر کیا امن قائم رکھنے کے لئے ازل سے آخر تک کی ہے ایسی کبھی کسی موقع پر کسی مدبر کی طرف سے نہیں ہوئی۔

کتنی عجیب بات ہے کہ جس شخص کے منقلب اس کے تجربہ کار اور باہر فن سیاست باب کا یہ خیال تھا کہ قدرت نے اس کو ہائیڈکس میں حصہ لینے کے لئے پیدا ہی نہیں کیا۔ آج وہ ہی آدمی نہ صرف اپنے خاندان کا سب سے زیادہ نام روشن کرنے والا۔ بلکہ موجودہ زمانے کا سب سے بڑا مدبر ثابت ہوا ہے۔

محمد

دُنیا کا مہن
 ہر مہٹار کی زبان اور تلوار کی نوک پر
 اس نے یہ طاقت کیسے حاصل کی؟
 یہ راز جاننے کے لئے ہر مہٹار کی مشہور عالم تصنیف

میری جلد ہمد

مشرقی ٹینٹ شانتی ناراین سابق ایڈیٹر ہندو ماترم و سورا جیہ الہ آباد۔
 جو جولائی ۱۹۳۷ء تک دُنیا بھر کی سب زبانوں میں ۲۶ لاکھ سے زائد فروخت
 ہو چکی ہے۔ انگریزی میں ترجمہ ہونے پر صرف ایک ماہ میں چھ ایڈیشن
 ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے۔ اس وقت میں پہلا ایڈیشن صرف ۲۶ ماہ
 کے قبل عرصہ میں ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا ایڈیشن تزیب الختم ہے۔ جلد
 طب فرما دیں۔ دوسرے نمبر سے ایڈیشن کا استعار کرنا پڑے گا۔ ۱۰۰ صفحات
 بڑھایا کاغذ اور سنہری جلد کے باوجود قیمت صرف ہر محصلہ ایک
 علاوہ کا پتہ :- نرائین دت سہگل تاجر کتب لے ہائیٹ لاہور

آخری تحفہ

ایک ادیب چاہے کتنی
وقت بیکار رہے

جب وہ صحتِ نفس
و جسمانی چاہے

یہ وہ افسانے ہیں جو پیشا پریم چند نے اپنی زندگی کے آخری زمانے میں کھینچے
ان کی ادبی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے میں حسب ذیل امور کو مد نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔
۱۔ مختصر افسانہ ادب کی سب سے زیادہ موثر اور دلچسپ صفت ہے جس میں قلم کا مضمون
کم سے کم خلوت میں زندگی کی حقیقی جاگتی چلتی پھرتی تصویر کھینچنا ہے
۲۔ ہندوستان کے ادیبوں میں مختصر افسانہ پریم چند کا حصہ ہے وہ متفقہ طور
پر اس قلم کو بے باوثاق تسلیم کیے جا چکے ہیں۔

(۳) پریم چند نے ترقی پذیر طبیعت پائی تھی وہ اپنے فن میں یکے بعد دیگرے
مدارج کمال کو طے کر رہے تھے۔ ان کا ہر نقش نئی نقش اول سے بہتر ہوتا تھا۔
۴۔ آخری تحفہ پریم چند کے افسانوں کا نقش آخر ہے اس نئی مانہ کی تصنیف ہے جو ان
کا وہن زندگی کے نشیب و فراز سے آشنا ہو کر گرم و سرد کا مزہ چکھ کر پختہ کار ہو چکا تھا ان کا
اصولِ بیان منجھے منجھے صاف سادہ سلیس اور ہموار ہو گیا تھا اسلئے انکی ادبی کوششوں کا
کامیابی حاصل ان کے نئی کمالان کا پتہ بھی ۵۰ صفحے کی کتاب ہے جسے ”آخری تحفہ“ کہتے ہیں۔
آخری تحفہ اتنا مقبول ہوا ہے کہ پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا اور دوسرا ایڈیشن زیرِ طبع
کر ختم ہو جائے گا۔

(منشی صاحب کی دیگر کتب) واردات عہد زار و راہ عہد۔ گودان عہدِ میدان
عمل عہدِ فردوس خیال افسانے عہد۔ پردہ محب از عہدِ چہ
پلے کا پتہ:- نرائن و ت سہ محل ایند سنز تاجر ان کتب ہا رگیٹ لائیو

کتب میں

تجربہ

تین

معینہ رحمت

جناب سراج سماوی کے چہرہ برگزیدہ افسانوں کا مجموعہ جنہیں سے ہر ایک کہانی ٹیبل کی گنجینی اور بلند پروازی کا نمونہ ہے حسن و نفاذ کے افسانے ایک بار پڑھ کر بکھڑکانہ عمر بھولنے کے مطلب کی گہرائی و دروازہ تاثیران میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے کھائی چھائی ویدہ زیب اعلیٰ کاغذ مجسم تقریباً ۴۰ صفحات مجلد، ایک روپیہ

ایکسٹریس کی آپ بیتی

مس بھلا کی آپ بیتی ایک تعلیم یافتہ فیشن ڈوڈلر کی کے دردناک حال کا ایکسٹریس کی زندگی اسکی ہوسناک قربانی میں پیش کی گئی ہے تعلیم کا غلط استعمال غور کرنا سے کیا بنا رہتا ہے وہ اس کتاب میں دیکھئے کھائی چھائی ویدہ زیب اعلیٰ کاغذ مجسم تقریباً ۲۰ صفحات مجلد، ایک روپیہ

کے روس کے عہد شاہی کا حیرت انگیز افسانہ۔ کس طرح نازک کسٹار ایک بری پیکر حیدر نے زار کے دربار تک سانی کی اور کس طرح اس کا نازک ہاتھ بادشاہ کے سینہ میں خنجر بھونکنے ہوئے رہ گیا۔ حسن بیان۔ مناسب الفاظ اور نفوذ کی ہمواری کے اعتبار سے بہت کم کوئی کتاب اس پایہ کی آپ نے دیکھی ہوگی۔ اعلیٰ کاغذ۔ سائل ایڈیشن مہم سہری جلد ۱۰۰۰ سے زیادہ قیمت صرف ۱۰۰۰۔ حجم ۲۰۰ صفحات۔ نئے کاپی

نرائن دت سہگل ایڈیٹر نرائن جرنل کتب ہائے گیت لالہ

ملک الشعرا ایشیارا بندر ناتھ ٹیگور کے دو شاہکا

خاموش حسن

خیالات کی نوعیت۔ مذاق کی پاکیزگی۔ زبان کی لطافت اور نگاہ کی وسعت
 ہیں کوئی زندہ مصنف ٹیگور کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ سادگی اور پرکاری بے غ
 اور ہوشیاری دونوں کا بادشاہ ہے۔ وہ ساز کے تاروں کو اس طرف منہ پرچ
 ہے اور ان سے وہ موسیقی پیدا کرتا ہے کہ ہر ہنر مند کے لیے پروہ کا عالم طاری
 ہے یہ کتاب ان کے بہترین دس افسانوں کا مجموعہ ہے قیمت **جلد چہم**

پھول اور کلیاں

ڈاکٹر راہندر ناتھ ٹیگور

ڈاکٹر صاحب کے افسانوں کے متعلق لکھنا گوہر سورج و سحاب
 بکھانا ہے۔ ان افسانوں کا ترجمہ پنجاب کے کہنہ مشق ادیب منشی تریا
 فیروز پوری کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ اعلیٰ کا غذر برعیا چھپائی اور دی
 زیب جلد قیمت **جلد چہم**
 ملنے کا پتہ:۔ نرائن دت سہگل اینڈ سنز نا جران کتب لا

